﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد21 | جمعۃ المبارک12دسمبر 2014ء | 19/صفر 1436 ہجری قمری ❁ 12/فتح 1393 ہجری شمسی | شمارہ50

صلح

حضرت عمرو بن عوف مزنیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صلح مسلمانوں کے مابین جائز ہے۔مگر ایسی صلح جائز نہیں جو حلال کو حرام کرے اور حرام کو حلال کرے۔

(جامع ترمذی کتاب الاحکام باب فی الصلح بین الناس حدیث نمبر 1272)

2013ء اور 2014ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کا ایمان افروز تذکرہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے 206 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔اس سال Belize اور Uruguay میں احمدیت کا نفوذ ہوا

اس سال پاکستان کے علاوہ دنیا بھر میں 730 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔نئی جماعتوں کے قیام کے سلسلہ میں بعض واقعات کا تذکرہ

اس سال 204 نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور 382 مساجد بنی بنائی جماعت کو ملیں۔

مساجد کی تعمیر کے تعلق میں بعض دلچسپ واقعات۔مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز کا قیام اور جماعت کے خصوصی امتیاز وقار عمل کے ذریعہ بچت کا ذکر

مختلف زبانوں میں کتب ولٹریچر کی تیاری وتراجم کی اشاعت۔قرآن کریم اور اسلامی اصول کی فلاسفی کے تراجم پر تبصرے۔دوران سال طبع ہونے والی بعض نئی کتب کا تذکرہ

83 ممالک سے موصولہ رپورٹس کے مطابق اس سال 43 زبانوں میں 665 مختلف کتب، پمفلٹس اور فولڈرز وغیرہ 61 لاکھ 52 ہزار کی تعداد میں طبع ہوئے۔اس وقت دنیا کی 28 زبانوں میں 143 جماعتی اخبارات ورسائل طبع ہو رہے ہیں

جماعت احمدیہ انگلستان کے 48ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 30/اگست 2014ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، (آلٹن) میں دوسرے دن بعد دوپہر کا خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

حسب روایت آج جو خطاب کیا جاتا ہے۔خطاب تو نہیں ہوتا بلکہ سارے سال میں اللہ تعالیٰ کے جو افضال اور اس کی بارشیں جماعت احمدیہ پر ہوئیں،ان کی رپورٹ اس تقریر میں پیش کی جاتی ہے۔سو اس وقت میں ساری تو بیان نہیں کرسکتا لیکن کچھ حصے اس میں سے بیان کروں گا۔

نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ

پہلی تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل ۔اس سال بھی اللہ تعالیٰ نے دو نئے ممالک جماعت احمدیہ کو دیئے ہیں۔اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے 206 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔نئے ممالک جو ہیں وہ بیلیز (Belize) اور یوراگوئے (Uruguay) ہیں۔

Belize سنٹرل امریکہ میں واقع ہے۔اس کے شمال میں میکسیکو ہے اور جنوب میں ہنڈروس (Honduras) ہے۔گوئٹے مالا (Guatemala) بھی اس کے ساتھ ہے۔سپینش اور انگریزی یہاں بولی جاتی ہے۔چھوٹا سا ملک ہے۔تین لاکھ چالیس ہزار کی آبادی ہے۔یہاں دو واقفین عارضی پہلے گئے تھے۔پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں سوال وجواب کا سلسلہ چلا۔پھر لوگوں کا رجحان پیدا ہوا اور پھر اب یہاں باقاعدہ مربی سلسلہ بھی کینیڈا سے بھجوائے جا چکے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں اکیس افراد نے احمدیت قبول کرلی ہے۔

اسی طرح یوراگوئے (Uruguay) ہے۔یہ ساؤتھ امریکہ میں ہے۔شمال میں برازیل اور جنوب میں اٹلانٹک اوشن (Atlantic Ocean) اور مغرب میں ارجنٹائن ہے۔یہ بھی چھوٹا سا ملک ہے۔تینتیس لاکھ کے قریب آبادی ہے۔یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ ہوئی اور ایک خاتون نے یہاں بیعت کی ہے اور باقاعدہ اخلاص میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ رہی ہیں۔جلسہ کینیڈا میں بھی یہ خاتون شامل ہوئی تھیں اور تبلیغ کے بھی یہاں باقاعدہ پروگرام بن رہے ہیں۔

بعض رپورٹس میں چھوڑ رہا ہوں۔

نئی جماعتوں کا قیام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال دنیا بھر میں پاکستان کے علاوہ جو نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں ان کی تعداد 730 ہے اور ان کے علاوہ 1060 نئے مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے۔ یعنی باقاعدہ جماعتیں اسٹیبلش (Establish) ہوئیں۔نظام قائم کیا گیا۔

نئی جماعتوں کے قیام کے سلسلہ میں بعض واقعات

نئی جماعتوں کے قیام کے واقعات تو بہت سے ہیں۔ ایک دو مَیں پیش کرتا ہوں۔ امیر صاحب آئیوری کوسٹ بیان کرتے ہیں کہ 2001ء میں ہمارے ایک مشنری کرومبیرا (Kromambira) نامی گاؤں کے دورے پر گئے۔گاؤں کے امام نے ان کو گاؤں سے نکال دیا اور آئندہ یہاں آنے سے منع کردیا۔اب 2013ء میں اس گاؤں سے 35 کلومیٹر کے فاصلے پر ہماری ایک مسجد کا افتتاح تھا۔ہم نے اس امام کو مدعو کیا جس نے بارہ سال قبل ہمارے مبلغ کو اس علاقے سے نکال دیا تھا اور اس کے داخلے پر پابندی لگادی تھی ۔اللہ تعالیٰ کی تقدیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ احمدیت کو اپنے علاقے سے نکالنے والا یہ امام متاثر ہوکر جب یہاں آیا تو اپنے زیر اثر تینتالیس (43) دیہات کے ساتھ احمدیت میں داخل ہوا اور ان علاقوں میں جماعتیں قائم ہوگئیں۔

پھر کونگو کنشاسا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ عیدالاضحیہ 2013ء کنشاسا سے باہر کبینگی (Kibengi) میں منانے کا ارادہ کیا۔کنشاسا سے یہ فاصلہ ساڑھے چارسو کلومیٹر ہے۔عید سے ایک دن قبل روانہ ہوئے۔اس سفر میں ایک گاؤں مبانگی (Mabangi) میں جماعت کا پودا لگا۔اس سے قبل یہاں کوئی احمدی نہیں تھا۔ہم سفر کے دوران اس گاؤں سے تھوڑا آگے جا کر آرام کے لئے سڑک کے کنارے رکے۔وہاں سے چند طلباء پیدل گزر رہے تھے۔ان کو پمفلٹ دیئے۔وہ پمفلٹ لے کر گاؤں پہنچے اور مسلمانوں کے امام کو دیئے۔ہم ان کے گاؤں سے زیادہ دُور نہیں تھے۔ چنانچہ امام صاحب اپنے تین ساتھیوں کو لے کر موٹر سائیکل پر بیٹھ کر ہمارے پاس آئے۔ان کو جماعت کا بتایا گیا اور مزید پمفلٹ دیئے۔ واپسی پر ان کے گاؤں میں رکنے کا پروگرام بنا۔چنانچہ ہم واپسی پر اس گاؤں میں رکے اور وہاں موجود مسلمانوں اور گاؤں کے چیف سے ملے اور تبلیغی پروگرام کے بعد 22 افراد نے بیعت کی اور نئی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

پھر نائیجر سے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ خاکسار اپنی ٹیم کے ساتھ بیچے (Baichy) کے علاقے میں تبلیغ کے لئے گیا تو بعض گاؤں کی طرف سے ہمیں تبلیغ کی اجازت بھی نہ دی گئی۔بعض نے سنا مگر بددلی کے ساتھ۔ یہ تقریباً گیارہ گاؤں ایسے تھے جس پر خاکسار نے کوشش کی کہ پتا چلے کہ پہلی دفعہ یہ عجیب قسم کی مخالفت کیوں ہو رہی ہے۔ اس پر ہمیں ایک گاؤں والوں نے بتایا کہ شہر سے ایک عالم دین الحاج عبدالکریم صاحب آئے ہیں اور وہ آپ سے

آگے آگے تمام گاؤں میں گھوم رہے ہیں اور ہر گاؤں میں آپ کے متعلق منع کرتے ہیں کہ احمدیوں کو سننا بھی نہیں اور تبلیغ کی اجازت بھی نہ دینا۔ یہ لوگ کافر ہیں اور نیا دین لے کر آئے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ پوچھنے پر پتا چلا کہ اس وقت یہ کریم صاحب جو ہیں 36 کلومیٹر آگے ایک گاؤں میں گئے ہوئے ہیں۔ کسی بڑے حاجی صاحب کے گھر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اپنی ٹیم کے ساتھ ہمارے مبلغ ان کے پیچھے پیچھے اس گاؤں میں جا پہنچے۔ وہاں مولوی صاحب یہ دیکھ کے بڑے حیران ہوئے۔ ہمارے مبلغ نے اپنا تعارف کروایا۔ بات شروع کی۔ اس مولوی کو کہا کہ سب نے مرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ میرا جو ایمان ہے میں اس کے بارے میں بیان کرتا ہوں۔ جہاں غلط ہوں وہاں میری رہنمائی کر دیں۔ بہر حال کہتے ہیں۔ مَیں نے جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا۔ اس پر مولوی بڑا حیران ہوا۔ وفات مسیح، آمد امام مہدی اور آخر پر خاتم النبیین کے موضوع پر بحث ہوئی۔ ہمارے مبلغ کہتے ہیں مَیں اپنے ساتھ ہمیشہ حوالوں کی کتابیں، حدیثوں کی کتابیں اور بعض پرانے بزرگان کے حوالے رکھتا تھا۔ وہ حوالے بھی ان کو ساتھ ساتھ دکھائے جاتے رہے۔ اس وقت جب یہ باتیں ہو رہی تھیں تو گاؤں والوں کی ایک کثیر تعداد وہاں جمع ہو گئی۔ جب مذاکرہ ہوا تو اس امام نے کھڑے ہو کر پہلے تو احمدی قافلے والے سے معذرت کی اور پھر بار بار اِنَّا لِلّٰہ اور استغفار پڑھتے رہے اور شرمندگی کا اظہار کیا۔ اور پھر جب انہیں دعوت دی کہ ہمارے مشن ہاؤس آئیں تو انہوں نے وعدہ کیا کہ مَیں آؤں گا۔ پھر ان گاؤں والوں کو بھی انہوں نے کہا کہ مَیں غلط سمجھا تھا، مجھے غلط طور پر بتایا گیا تھا۔ اس مولوی میں کم از کم یہ شرافت تھی اور پھر انہوں نے وہاں باقیوں سے بھی معافی مانگی اور باقی جن گیارہ گاؤں میں پھر کے آئے تھے، وہاں بھی یہ گئے اور ان کو کہا کہ میں غلط تھا۔ جماعت احمدیہ کے عقائد بالکل مسلمانوں والے ہیں۔ اس لئے وہ آئیں تو بیشک تم سن لینا تو اللہ تعالیٰ نے ایسا ان کا دل پھیرا۔

گوئٹے مالا کے امیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ امسال ملک میکسیکو میں نمایاں کام ہوا ہے۔ ایک نومسلم امام اور اس کے مقتدیوں نے احمدیت قبول کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک بنی بنائی مسجد بھی جماعت کو عطا کی ہے۔ جماعت گوئٹے مالا کے جنرل سیکرٹری ڈیوڈ گونزیلیاس صاحب کو یو ایس اے کے صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے میکسیکو سٹیٹ جس کا بارڈر گوئٹے مالا سے ملتا ہے کے بارے میں ایک ویڈیو بھجوائی کہ وہاں پر قریباً 300 مقامی باشندے مسلمان ہیں اور ان کی مسجد بھی ہے۔ اس پر ہم نے میکسیکو کے نومسلم امام صاحب سے بذریعہ فون رابطہ کیا۔ تفصیلی گفتگو ہوئی۔ انہیں گوئٹے مالا آنے کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی۔ چنانچہ امام ابراہیم صاحب اور ان کے نائب گوئٹے مالا آئے۔ یہاں ان سے بڑی تفصیل سے گفتگو ہوئی۔ سوال و جواب ہوئے اور وہ مطمئن ہو کر واپس گئے اور جماعتی کتب بھی ہمراہ لے کر گئے۔ پھر ہمارے مبلغ اور جنرل سیکرٹری نے بھی میکسیکو کا دورہ کیا۔ وہاں تین دن قیام کیا۔ ہمارے یہ مبلغ انچارج صاحب جو امیر تھے وہاں نمازیں بھی پڑھاتے رہے۔ خطبہ بھی دیا۔ جماعت احمدیہ کی خدمت قرآن، احمدی اور غیر احمدی میں فرق، خلافت کی اہمیت اور برکات اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل بتائے۔ شرائط بیعت کی باتیں ہوئیں۔ ان کے گھر میں کچھ افراد بھی جمع تھے۔ ان سب نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر لی اور فارم فل کر دیئے اور امام صاحب نے کہا کہ جتنے احمدی یہاں ہیں وہ سب میرے مقتدی ہیں اور ان کو جو میں کہوں گا یہ وہی سمجھیں گے۔ جب میں نے بیعت کر لی تو انہوں نے بھی کر لی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں اس دن اس علاقے میں ان کی وجہ سے 70 افراد کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔

نئی مساجد کی تعمیر اور جماعت کو عطا ہونے والی مساجد

نئی مساجد کی تعمیر اور جماعت کو عطا ہونے والی مساجد، ان کی مجموعی تعداد 586 ہے۔ 204 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں اور 382 بنی بنائی جماعت کو ملی ہیں۔ جس میں امریکہ، یورپ، افریقہ کے مختلف ممالک شامل ہیں۔ جن ممالک میں جماعت کی پہلی مسجد کی تعمیر ہوئی ہے ان میں ملک روانڈا ہے جہاں دو مساجد تعمیر کی گئیں۔ آئرلینڈ میں بھی مسجد مکمل ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ ستمبر میں افتتاح ہو گا۔ نیوزی لینڈ میں بھی پہلی مسجد کا افتتاح ہوا۔ برازیل میں بھی جماعت کی پہلی مسجد کا کام شروع ہو چکا ہے۔ جاپان میں بھی کام شروع ہو چکا ہے۔ یہ کام تو بہر حال کئی مساجد میں ہو رہے ہیں لیکن یہ مساجد وہاں پہلی دفعہ تعمیر ہوئی ہیں۔

مساجد کی تعمیر سے متعلق واقعات

مساجد کے بارے میں واقعات یہ ہیں۔ چند ایک سناتا ہوں۔ غانا کے نارتھ میں چرے پونی (Cheripony) نامی قصبے میں تبلیغ کے نتیجے میں الحاج عبدالرحمٰن صاحب کافی تعداد کے ساتھ جماعت میں داخل ہوئے۔ جب یہ جماعت میں داخل ہوئے تو اس علاقے کی مسجد کے امام نے اعلان کیا کہ اگر وہ احمدیت سے انکار کر دیں تو وہ ان کے لئے نئی مسجد بنوا کر دے گا۔ اس پر الحاج عبدالرحمٰن نے اسی وقت مجلس میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ ہمیں جب حق مل گیا ہے تو ہم کیسے اس سے پیٹھ پھیر لیں۔ ہم اپنے ساتھیوں کے ساتھ درخت کے نیچے نمازیں پڑھ لیں گے اور جمعہ ادا کر لیں گے لیکن حق کا انکار ہم نہیں کر سکتے۔ بہر حال یہ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں نئی مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔

پھر امیر صاحب بینن تحریر کرتے ہیں کہ جنوری میں اَلاڈا (Alada) ریجن کی جماعت 'اموسینو ہوئے' (Amousenohoue) میں مسجد کا افتتاح کیا گیا۔ یہاں مشرکین میں سے دو سو سے زائد افراد احمدیت میں شامل ہوئے۔ اس موقع پر مشرکین کے ایک ہیڈ نے کہا کہ وہ مشرکین کا چیف تھا۔ جب اس کے بچے اسلام میں داخل ہوئے تو اس کو بڑا دکھ ہوا۔ کہنے لگا کہ مسجد کی تعمیر کے دوران اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر نے میرے دل کو بدل دیا۔ میں بازار سے مسلمانوں والی ٹوپی خرید کر لے کے آیا کہ جس دن مسجد کا افتتاح ہو گا اس دن پہنوں گا اور پھر کبھی نہیں اتاروں گا۔ چنانچہ افتتاح والے دن وہ آئے اور مسجد میں نمازیں بھی پڑھیں اور بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔

پھر جاپان سے ہمارے امیر صاحب لکھتے ہیں۔ یہاں بھی جو مسجد کی ایک جگہ خریدی گئی تھی اب وہاں مسجد بن رہی ہے۔ بلڈنگ ہے اس کو مسجد میں تبدیل کیا جا رہا ہے اور اتفاق سے اس عمارت کا بڑا ہال قبلہ رُخ ہی ہے۔ مَیں نے دیکھی ہے۔ بڑی اچھی خوبصورت جگہ ہے۔ علاقہ بھی اچھا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ جب اجازت کے مراحل تھے تو ماہر وکلاء کے سپرد کام کئے گئے تھے کہ کونسل سے ہمیں اجازت لے کر دیں۔ بڑی مشکلات پیش آ رہی تھیں۔ ہر مرحلے پر کہیں نہ کہیں روکیں پڑ رہی تھیں۔ بہر حال یہ مجھے بھی لکھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ آخر جس دن مَیں وہاں گیا ہوں اس سے کچھ دن پہلے یا اسی دن ان کو زبانی اجازت مل گئی۔ بعد میں تحریری اجازت بھی مل گئی۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ جو ہمارے وکیل تھے انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں کے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اپنے امام کی دعاؤں پر یقین نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہے۔ وکیل صاحب کہتے ہیں کہ ہم بھی مایوس ہو کر معاہدے سے دستبرداری کا مشورہ دے رہے تھے تو آپ لوگوں کا عزم و حوصلہ تھا جس نے ہمیں بھی ہمت عطا کی۔

پھر امیر صاحب کانگو کنشاسا لکھتے ہیں کہ بُوزُوم ے (Gbozoume) گاؤں میں جماعت کو مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ اس کا افتتاح 14/جون 2014ء کو ہوا۔ افتتاح کے موقع پر اس گاؤں کے چیف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مَیں اسلام کو اچھا مذہب نہیں سمجھتا تھا۔ میرے خیال میں اسلام ایک شدت پسند اور دہشتگردی کا مذہب تھا لیکن جب سے جماعت احمدیہ ہمارے گاؤں میں آئی ہے اور اس کے ذریعہ اسلامی تعلیم دیکھی ہے تو یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ اسلام تو ایک بہت ہی پیارا اور امن اور بھائی چارے کا مذہب ہے۔ اور ساتھ ہی انہوں نے اپنی جماعت میں ایم ٹی اے لگانے کی درخواست کی۔ اس کے بعد ایک قریبی نومبائع جماعت 'فافے ہوئے' (Fafehoue) کے صدر صاحب نے کہا کہ ہم لوگ بھی گمراہی کی زندگیاں گزار رہے تھے۔ جماعت احمدیہ نے ہمیں نہ صرف روشنی دی بلکہ جینے کا مقصد بھی دیا۔ اور جب سے ہم نے بیعت کی ہے ہم نے اپنے اندر بہت سی تبدیلیاں پیدا ہوتے دیکھی ہیں۔

مسجدوں کی تعمیر میں مخالفتیں بھی بہت ہوئیں۔ ایک واقعہ مَیں ذکر کر دیتا ہوں۔ مبلغ سلسلہ ٹوگو لکھتے ہیں کہ ایک جماعت 'نَیَامَاسِلَہ' (Nyamassilla) میں 2012ء میں مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا گیا لیکن گاؤں کے شر پسند مُلّاں نے ایک فساد کھڑا کر دیا۔ کیس عدالت میں گیا۔ عدالت نے جماعت کے حق میں فیصلہ کر دیا کہ ٹوگو میں مذہبی آزادی ہے اور ہر ایک اپنے عقیدے کے مطابق جس طرح چاہے عبادت کر سکتا ہے اور اپنی عبادتگاہیں بنا سکتا ہے۔ بہر حال انہوں نے اوباش طبع لوگوں کو اکٹھا کیا۔ بہت فساد کھڑا کیا اور مشنری کے گھر پر بھی حملہ کیا۔ ان کے گھر کو نقصان پہنچایا۔ اس کی چھت اکھیڑ لی۔ پھر انہوں نے افسران بالا کو شکایت کی تو وہاں یہ سب اکٹھے ہوئے۔ آخر افسران کا فیصلہ ہوا اور انہوں نے بڑی سختی سے کہا کہ ہر ایک کو آزادی ہے اور جماعت احمدیہ کے افراد کو بھی آزادی ہے۔ اگر تم نے روکیں ڈالیں تو یہاں اگر فوج بھی بلانی پڑی تو بلائی جائے گی۔ بہر حال آخر فیصلہ ہو گیا کہ ٹھیک ہے یہاں مسجد بنائیں۔ لیکن افسران نے کہا گو فیصلہ تو یہ ہو گیا کہ بناؤ لیکن ان لوگوں نے ایک بات کہی ہے کہ یہ زمین ہماری ہے۔ اس لئے بعض دفعہ قانونی پیچیدگیاں پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر تم تھوڑا سا ہٹ کے مسجد بنا لو تو زیادہ بہتر ہے۔ جب انہوں نے وہاں مسجد بنائی تو اس کے قریب ہی انہوں نے جو جماعت کے خلاف کارروائیاں کر رہے تھے ایک عرب ملک سے مدد لے کر وہاں ایک اَور مسجد بنا دی اور امام کا گھر بھی بنا دیا۔ لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ ان کی وہ مسجدیں بند پڑی ہیں اور صرف جماعت کی مسجد اس وقت وہاں آباد ہے۔ یہ مولوی صاحب جو وہاں کے مقامی امام تھے تو دہریوں اور عیسائیوں کے پاس بھی گئے کہ خدا کا واسطہ تم ہی لوگ آ کے ہماری مسجدیں کھول لیا کرو لیکن کوئی اس کو پوچھنے والا نہیں تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فضل کیا کہ جب دوبارہ ہمارا وفد وہاں تبلیغ کے لئے گیا تو انہی دہریوں اور عیسائیوں میں سے کئی لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں شامل ہو گئے اور مسجد پہلے سے بھی بڑھ کے آباد ہو گئی۔

مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز

مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 184 کا اضافہ ہوا ہے۔ گزشتہ سالوں کو شامل کر کے 113 ممالک میں ہمارے مشن ہاؤسز اور مراکز کی کُل تعداد 2808 ہو چکی ہے۔

تبلیغی مراکز کے قیام میں انڈیا کی جماعت سرفہرست ہے جہاں دوران سال 27 مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز کا اضافہ ہوا۔ انڈونیشیا دوسرے نمبر پر ہے۔ یہاں گزشتہ سال 17 مراکز زیر تعمیر تھے۔ امسال ان کی تکمیل ہوئی۔ اس طرح یہاں پر مشن ہاؤسز کی اور تبلیغی مراکز کی کل تعداد 259 ہو گئی ہے۔ پھر افریقہ کے ممالک ہیں۔ سینیگال، سیرالیون، بینن، غانا، تنزانیہ، بورکینا فاسو، آئیوری کوسٹ ہر جگہ خدا کے فضل سے مشن ہاؤسز بنے ہیں۔

وقارِ عمل

جماعت احمدیہ کا ایک خصوصی امتیاز وقارِ عمل بھی ہے۔ افریقہ کے ممالک میں جماعتیں مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر میں وقارِ عمل کے ذریعہ حصہ لیتی ہیں۔ اسی طرح دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی جماعتیں اپنی مساجد، سینٹرز اور تبلیغی مراکز میں بہت سے کام وقارِ عمل کے ذریعہ سے کرتے ہیں۔ یہاں یورپ میں بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ ستتّر (77) ممالک سے موصولہ رپورٹ کے مطابق چالیس ہزار وقارِ عمل کئے گئے جن کے ذریعے سے پچیس لاکھ ستاون ہزار امریکن ڈالر کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچت ہوئی۔ ہم نے غانا میں جو جامعہ احمدیہ بنایا ہے اس کی عمارتیں دیکھ کے لوگ حیران ہوتے ہیں بلکہ وہاں کے احمدی کنٹریکٹر اور انجینئر نے بھی جتنا ہم نے خرچ کیا ہے اس سے کم از کم چار گنا زیادہ قیمت یا پانچ گنا زیادہ قیمت ہمیں بتائی کہ ان کا خیال تھا کہ اس سے کم پہ یہ عمارت بن ہی نہیں سکتی۔ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ کے پیسے میں بھی برکت ہے اور افراد جماعت بھی وقارِ عمل کے ذریعہ سے بہت سے کام کر دیتے ہیں۔

مختلف زبانوں میں کتب کی تیاری و تراجم کی اشاعت

وکالت تصنیف کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ سال تک جماعت کی طرف سے قرآن کریم کے مکمل تراجم اکہتر (71) کی تعداد میں چھپوائے جا چکے تھے۔ نیا ترجمہ مورے (Maori) زبان میں طبع کروایا گیا۔ اس سے قبل مورے زبان کے پندرہ پاروں کا ترجمہ ہوا تھا۔ شکیل منیر صاحب نے ترجمہ کیا تھا۔ اب میں جب گزشتہ سال نیوزی لینڈ کے دورے پر گیا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں جو مورے کنگ ہے اس کو تحفہ کے طور پر بھی دیا گیا اور اس نے اچھا استقبال کیا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی تعداد 72 ہو چکی ہے۔ ایک جو مکمل قرآن نہیں بلکہ قرآن کریم کے کچھ حصے کے تراجم ہیں۔ وہ بھی شائع ہو چکے ہیں اور کئے جا رہے ہیں۔

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 327

مکرم محمد فالی صاحب

مکرم محمد فالی صاحب کا تعلق الجزائر سے ہے جس کے شہر ’’وہران‘‘ میں 1973ء میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ان کے والد صاحب پٹرول کی ایک کمپنی میں کام کرتے تھے اور خاندان پر عمومی دینی رجحان غالب تھا۔

اسلامی بیداری کے نام پرخونریزی

مکرم محمد فالی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

میٹرک کے بعد ہمارے ملک میں اسلامی جماعتوں اوراین جی اوز کے ذریعہ نام نہاد اسلامی بیداری کی تحریک شروع ہوئی۔ اسلامی بیداری کے نام پر بے شمار تنظیمیں میدان میں آگئیں اوراہل جزائر دھڑا دھڑ اُن میں شامل ہونے لگے۔ میں بھی فلسطینی تنظیم حماس کی ذیلی تنظیم **جمعية الارشاد والاصلاح** میں شامل ہوگیا۔اس تنظیم کا سارازور یہودیوں کے خلاف مسلمانوں کوانگیخت کرنے پرتھا۔اس کے بعد الجزائر میں **الجبهة الإسلامية للإنقاذ** نامی اسلامی پارٹی آئی اورالجزائریوں کی غالب اکثریت اسلامی بیداری کے نام پراس کے ساتھ جاملی۔ باوجود دوسری پارٹی سے تعلق رکھنے کے ہماری ہمدردیاں بھی اس جیتنے والی اسلامی پارٹی کے ساتھ تھیں۔اس بات نے ہماری پڑھائی پر بہت منفی اثر ڈالااور پھراس کے بعد الجزائر کی تاریخ کی سیاہ دہائی کا آغاز ہوا جو دراصل کسی عذاب سے کم نہ تھی، جس میں اسلام کے نام پر وہ قتل و خونریزی ہوئی کہ اس واقعہ نے الجزائریوں کی مولویوں کے بارہ میں رائے کویکسر تبدیل کردیا کیونکہ ان مولویوں نے دین کی بجائے خونریزی سکھائی اوردین کواپنے سیاسی عزائم پورے کرنے کے لئے استعمال کیا۔بہرحال عوام الناس اس سیاہ دہائی کے بعد کسی متبادل کی تلاش کرنے لگے۔

{الجزائرکی تاریخ کی سیاہ دہائی

اَسّی کی دہائی کے آخر پرمختلف سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی وجوہات کی بناء پر الجزائر میں حکومت مخالف مظاہرات شروع ہوگئے۔جس کے نتیجہ میں حکومت نے بڑے پیمانے پر سیاسی اصلاحات کیں اور نئی سیاسی جماعتیں بنانے اور ان کے سیاست میں حصہ لینے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ اس کے بعد مختلف اسلامی تنظیموں نے میدان میں آکر اسلام کے نام پر خوب سیاست چمکائی اورسادہ لوح مسلمان اسلامی نظام کے نفاذ اورخلافت کے قیام کا خواب دیکھنے لگے۔پھراس کے بعد جب نوّے کی دہائی کے شروع میں الجزائر میں عام انتخابات ہوئےتو **الجبهة الإسلامية للإنقاذ** نامی اسلامی پارٹی بھاری اکثریت کے ساتھ کامیاب ہوگئی۔یہ بات حکومت وقت کو قابلِ قبول نہ ہوئی اوراس نے انتخابات اوران کے نتائج کو کالعدم کردیا۔جس کے بعد اس تنظیم کے سلفی متشدد مسلمانوں نے اسلحہ اٹھایااوروہ کشت وخون ہوا کہ 90ء کی دہائی کوالجزائر کی تاریخ کی سرخ دہائی اورسیاہ دہائی کا نام دیا گیا۔(ندیم)}

نام ذہن میں اٹک کررہ گیا

مکرم محمد فالی صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1986ء میں ہمارے علاقے کے بعض حجاج کرام جابر الجزائری کی ایک کتاب لے کرآئے جس میں اس نے ’’غلام احمد‘‘ نامی ایک ہندی نبی کا بھی ذکرکیااور یہ بھی لکھا کہ ہندوستان میں ان کے لاکھوں پیروکار ہیں۔ پھران کے بارہ میں ایسے ایسے امورکا ذکرکیا جن کو پڑھ کرمَیں حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا،اورسوچنے لگا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ درست ہوسکتا ہے؟!

گومَیں کتاب اور اس کے مضامین کوتو بھول گیا لیکن ’’غلام احمد‘‘ نام میرے ذہن میں اٹک کررہ گیا۔

میں نے دینی تنظیموں سے منسلک ہونے کے ایام میں قرآن کریم کی تفاسیر، سیرت النبیؐ اورفقہی امور کے بارہ میں کئی کتب پڑھیں اور بہت کچھ سیکھا۔ مجھے سورۃ فاتحہ سے غیرمعمولی محبت تھی جوخدا کے فضل سے ابھی تک قائم ہے اورمیں اسی محبت میں دن میں شاید سو سے بھی زیادہ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہوں۔

صوفی ازم میں شمولیت

1996ء میں مجھے لازمی فوجی ٹریننگ کے لئے جانا پڑا جسے مکمل کرنے کے بعد 1998ء میں مَیں نے عملی زندگی میں قدم رکھا۔اس وقت میرا تعارف صوفی ازم سے تعلق رکھنے والے ایک دوست سے ہواجس نے مجھے ایک نئی دنیا سے متعارف کروایااورمیری زندگی کا ایک نیا سفر شروع ہوگیا جس میں مَیں نے شیخ عبدالقادر جیلانی، ابن عربی اورمنصورحلاج وغیرہ کی کتب کا مطالعہ کیا۔صوفی ازم میں شروع شروع میں تو میرادل کافی لگالیکن بعدمیں جب میں نے انہیں اسلام اورروحانیت کے نام پر حلقے بنا کر رقص کرتے دیکھاتو مزید تحقیق کی۔ مجھے پتہ چلا کہ ان کے ہاں کئی عقل کے منافی امور ہیں جن میں اپنے مولوی کی عبادت کی حدتک تعظیم بھی شامل ہے۔یہ دیکھ کرمیرا دل ان سے متنفر ہوگیا۔اسی طرح دیگر بعض اسلامی فرقوں کے ساتھ بھی میرے اسی طرح کے تجربات ہوئے جس کے بعد مَیں نے تمام فرقوں سے علیحدگی اختیار کرلی۔

اہانت آمیز چینل

2003ء میں مَیں نے شادی کی اوراپنے علیحدہ گھر میں شفٹ ہوگیا۔یہ سیٹلائیٹ چینلز کا دورتھا اور مجھے ہاٹ برڈ پرموجود چینلز دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ایک روز یہاں پر میں نے ’’الحیاۃ‘‘ نامی ایک چینل دیکھا جس پرایک پادری مختلف اسلامی کتب کے حوالے سے بعض ایسے امور پیش کررہا تھا جن کا اسلام سے دُور کا بھی تعلق نہ تھا۔اسی طرح یہ شخص بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پربھی حملے پہ حملہ کررہا تھا۔ باوجوداس کے کہ وہ اپنی ہر بات کسی نہ کسی اسلامی کتاب کی طرف ہی منسوب کرتا اور اس کا حوالہ بھی دکھا دیتا تھا پھربھی مجھے اس کے اہانت آمیز طریق اورتمسخرانہ انداز سے اس قدر نفرت ہوئی کہ میں نے کہا کہ اگرتم یہ ثابت بھی کردو کہ اسلام غلط ہے تب بھی تمہارے اس گھٹیا طریق کی بناء پرتمہارے پیچھے چلنا کبھی گوارا نہیں کروں گا۔

دل کو لگنے والی تفسیریں

یہ سب امور دیکھتے دیکھتے 2006ء کا سال آ گیا۔ اس دوران میں چینل بدلتے ہوئے کئی بار ایم ٹی اے بھی لگا تا لیکن اس پر اکثر کسی اورزبان میں مختلف پروگرام لگے ہوتے تھے۔میں نے اس پر کئی مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بھی مختلف مساجد کا افتتاح کرتے ہوئے دیکھا لیکن زبان نہ سمجھنے کی بناء پر میرا یہی خیال تھا کہ یہ انڈیا کا کوئی امیر مسلمان ہے۔

ایک روز میں اپنے کام سے لوٹا تو حسب عادت بیٹھ کر مختلف ٹی وی چینلز دیکھنے لگا۔چینل بدلتے بدلتے ایم ٹی اے لگ گیا جس پر اس وقت ’’التفسیر المقارن‘‘ نامی عربی پروگرام لگا ہوا تھا۔اس میں رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى کی مروجہ تفسیر بیان کرنے کے بعداس آیت کی احمدی تفسیر بیان کی تو میری آنکھیں جیسے ٹی وی کے ساتھ ہی چپک کررہ گئیں۔ پروگرام ختم ہواتو زبان بھی تبدیل ہو گئی اور اگلے پروگرام کسی اورزبان میں شروع ہوگئے۔ میں اگلے روزاسی وقت پردوبارہ ٹی وی کے سامنے آ بیٹھا۔ اس بار أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ کی تفسیر بیان ہوئی اوراس آیت کی احمدی تفسیر نے بھی گزشتہ روز کی طرح میری عقل اورذہن کومنور کردیا۔ میں نے پہلے سے زیادہ اہتمام کے ساتھ یہ چینل دیکھنا شروع کردیا۔اگلے روزاسی چینل پر مجھے پروگرام الحوار المباشر مل گیا۔اس پروگرام میں ’’الحیاۃ‘‘ چینل کے پادری کے الزامات کا ردّ کیا جارہا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے اس چینل کی اہمیت کا احساس ہونے لگا کیونکہ دریدہ دہن پادری کا کوئی دوسرا چینل جواب نہیں دے رہا تھا۔

یہ شخص صادق ہے

میں سمجھا کہ شاید یہ صوفیوں کا ہی کوئی چینل ہے لیکن پروگرام میں وقفے کے بعدٹی وی سکرین پرایک بلیک اینڈ وائٹ تصویر دکھائی گئی جس کے نیچےلکھا ہوا تھا: مرزا غلام احمد قادیانی۔ یہ نام پڑھتے ہی میرے ذہن کے نہاں خانوں میں نقش ہوجانے والا نام ابھر کرسامنے آ گیااورآن کی آن میں ساری کڑیاں جڑنے لگیں۔ میں گھٹنوں کے بل گرگیا اوراپنی بیوی کو بلاکر پرجوش انداز میں کہا کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہےاور یہ اس کا ٹی وی چینل ہے جس پر یہ اسلام کا دفاع کررہے ہیں۔اس کو عربوں نے بھی قبول کیا ہے۔آؤ دیکھوسنوان کی تفسیرقرآن کس قدر لاجواب اور اطمینان بخش ہے۔دیکھومیرے خیال میں یہ شخص سچا ہے، یہ صادق ہے، کیونکہ اگرسچا نہ ہوتا توقرآن کریم سے ایسے گرانقدر معارف کے موتی کیسے نکال سکتا جس تک عام علماءومشائخ کی رسائی نہیں ہے۔

چونکہ میری بیوی کو پوری بات کا علم نہ تھااس لئے وہ حیرت سے میرا منہ تکتی رہ گئی۔اس دن میری زندگی میں بہت بڑی تبدیلی آئی۔ میں تواس حدتک ایم ٹی اے کا ہوکر رہ گیا کہ عربی کے علاوہ دیگرزبانوں کے پروگرام بھی دیکھتا رہتا تھا حالانکہ مجھے ان کی کوئی سمجھ نہ آتی تھی۔ایم ٹی اے کے عربی پروگرامز سے مجھے حقیقی اسلامی تعلیمات کا علم ہوا اورمیں نے بہت کچھ سیکھا۔

نصرت اسلام کے بارہ میں نظریہ

قبل ازیں میں امام مہدی کے ظہور اورعیسیٰؑ کے نزول کے بارہ میں مختلف روایات پڑھتا تھالیکن ان میں ابہام اور تضاد پاتا تھا، نیز ان کی تشریحات میں لامعقول باتوں کی ملاوٹ کی وجہ سےمَیں نے کبھی ان روایات کو اہمیت نہ دی تھی۔اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ میرا ایمان تھا کہ صحیح دین کا خرافات سے کوئی تعلق نہیں اوران روایات کی مروجہ تشریح میں بہت سی خرافات کوشامل کرلیا گیا تھا۔

میرا خیال تھا کہ اسلام کمزوری کا شکارتو ہےلیکن اس کی نصرت سیاسی اوراقتصادی طور پرہوگی اوریہی وجہ ہے کہ بعض مسلمان تنظیموں کا ہدف سیاسی حکومت کے قیام تک ہی محدود ہوکررہ گیا ہےاوراسی ہدف کے حصول کے لئے وہ اپنے ملکوں میں فساد برپا کرتے جارہے ہیں۔

بیعت اورتبدیلی

قبل ازیں مَیں امت مسلمہ کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کراکثر دعا کیا کرتا تھااورخدا کو پکارپکار کر کہتا تھا کہ تو کہاں ہے؟ تو نے اپنی خیرامّت کواس حالت میں کیوں چھوڑ دیا؟ اورآج احمدیت کی صورت میں اسلام کی تجدید کودیکھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ خدا نے میری دعا قبول فرمالی اور مجھے سمجھا دیا کہ اس نے اسلام کواس حالت پر نہیں چھوڑا بلکہ امام الزمان کواسلام کے دفاع اوراس کی تجدید کے لئے بھیج کر اس کے غلبہ کے سامان پیدا فرمادیئے ہیں۔

مَیں قبل ازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کا قائل نہ تھالیکن محض تین روزتک ایم ٹی اے دیکھنے کے بعدہی مجھے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کی صداقت کا یقین ہوگیا اور پھر بعد میں مکمل انشراح صدر کے بعد 2006ء میں میں نے بیعت کرلی۔

قبول احمدیت کے بعد میں نے محسوس کیا کہ مَیں جس خدا کی تلاش میں سرگرداں تھا وہ موجود ہے۔اس کی صفات کا صحیح علم مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ سے ہوا۔ میں نے ذکرکیا ہے کہ سورت فاتحہ سے مجھے غیرمعمولی محبت تھی۔لیکن جب میں نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی عربی تالیف کرامات الصادقین اور اعجاز المسیح میں سورت فاتحہ کی تفسیر پڑھی تو اس محبت نے ایک عجیب عارفانہ رنگ اختیار کرلیا۔مختصر یہ کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی کتب کے مطالعہ سے میری خدااوراس کے رسول سے محبت میں بہت اضافہ ہوا۔

مخالفت اوراستقامت

مجھے ایک خیرکثیر مل گئی تھی۔ میں نے چاہا کہ اس سے دیگرلوگوں کوبھی آگاہ کیا جائے، لہٰذا میں نے اس خیر کے بارہ میں اپنے علاقے کے بعض پڑھے لکھے افراداورمولوی حضرات سے بات کی۔لیکن ان کے ردّعمل سے مجھے شدید صدمہ ہوا کیونکہ ان میں سے کسی نے مجھے دھتکارا توکسی نے کفر کا فتویٰ لگایا اورکسی نے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ ان میں سے بعض نے پولیس میں میری شکایت کردی۔ پولیس نے تحقیق کی تو احمدی عقائداورتعلیمات کوجان کر پسندیدگی کا اظہار کیا۔مولوی حضرات نے عدالتوں میں شنوائی نہ ہونے کے بعد مسجد ومنبر کو جماعت کی مخالفت کے لئے وقف کردیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خود ہی ان کے جھوٹ کا پول کھولا اورخدا کے فضل سے احمدیت میرے ملک میں بھی پھیلنے لگی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خاص دعاؤں کواللہ تعالیٰ نے سنا اوریہاں پربھی نومبائعین کی تعداد بڑھتی گئی۔

(باقی آئندہ)

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

(اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 9 ستمبر 1955ء کا ایک اقتباس ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے جو کتاب ''تحریک جدید۔ ایک الٰہی تحریک'' جلد سوم سے لیا گیا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''......آج مَیں سب سے پہلے اپنے ان تجارب سے جو مجھے یورپ کے سفر میں ہوئے ہیں، ایک بات کا خصوصیت سے ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غالباً 1904ء یا 1905ء میں کہا تھا کہ

؎ آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

یہ وہ زمانہ تھا جب دنیا کے کسی انسان کے واہمہ اور خیال میں بھی تبلیغ اسلام نہیں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت کچھ اشتہار لکھ کر بھیجے اور بعض نے وہ اشتہار پڑھے بھی۔ لیکن اس سے زیادہ اس وقت کوئی تبلیغ نہیں تھی۔ بعد میں ہمارے مشن بیرونی ممالک میں قائم ہوئے اور کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ مگر یہ بات بھی ایسی ہی تھی جیسے پہاڑ کھودنے کے لئے ہتھوڑا مارا جاتا ہے۔ ہتھوڑا مارنے سے دو، تین انچ پہاڑ تو کھد سکتا ہے مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ پہاڑ کھودا گیا ہے۔ بے شک ہم اس بات پر خوش ہوسکتے ہیں کہ پہاڑ کھودنے کا کام شروع ہوگیا ہے۔ مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کھودا بھی گیا ہے۔

لیکن اس سفر میں، مَیں نے اللہ تعالیٰ کا یہ عجیب نشان دیکھا کہ یورپ کے بعض اچھے تعلیم یافتہ اور اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں وہی باتیں، جو پہلے اسلام کے خلاف سمجھی جاتی تھیں، اب اس کی صداقت کا ثبوت سمجھی جانے لگی ہیں۔ چنانچہ میرے لندن پہنچنے سے چند دن پہلے ہی وہاں کا ایک مشہور میوزیشن (musician) جو لندن کے ایک اہم ترین اوپرا میں کام کرتا ہے اور پیانو وغیرہ بجاتا ہے، اس کے دل میں اسلام کی رغبت پیدا ہوئی۔ ...... مجھے وہاں کے مبلغین نے بتایا کہ اس شخص کی اسلام کی طرف رغبت کی ایک عجیب وجہ ہے جو عام وجوہات سے بالکل الٹ ہے۔ اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان کے دماغوں میں تغیر پیدا کر رہا ہے۔

کوئی زمانہ ایسا تھا کہ اسلام کے رستہ میں سب سے زیادہ روک تعدّد ازدواج کی روک سمجھی جاتی تھی۔ یورپ کے لوگ اصرار کرتے تھے کہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنا سخت ظلم ہے۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ وہ پہلے بعض اور مسلمانوں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ اسلام کا تعدّد ازدواج کے متعلق کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا، توبہ توبہ، یہ بات تو دشمنوں کی طرف سے سخت بگاڑ کر پیش کی جاتی ہے، اسلام میں کوئی ایسا حکم نہیں۔ یہ تو خاص خاص مجبوریوں اور شرطوں اور قیدوں کے ساتھ اجازت دی گئی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ انہوں نے جب مجھے یہ جواب دیا تو مَیں جھٹ کھڑا ہوگیا اور مَیں نے کہا کہ مجھے تو اسلام میں یہی ایک خوبی نظر آئی تھی اور تم کہتے ہو کہ اس کے ساتھ کئی قسم کی شرطیں اور قیدیں ہیں۔ مَیں تو وہاں جانا چاہتا ہوں جہاں مجھے سیدھی طرح بتایا جائے کہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد وہ ہمارے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ اس بارہ میں اسلام کا کیا حکم ہے؟ ہمارے مبلغین نے بتایا کہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ مگر اس نے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ تم انصاف کے ساتھ کام لو اور ہر بیوی کا حق ادا کرو۔ وہ کہنے لگا کہ یہ بات درست ہے اور میری عقل اسے تسلیم کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یورپ نے اس تعلیم کو چھوڑ کر بہت کچھ کھویا ہے اور ہم نے اپنے اخلاق بگاڑ لئے ہیں۔ اس لئے اب مَیں آپ کے پاس ہی آیا کروں گا۔ چنانچہ وہ مجھے بھی ملا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی ہمارے گھر لایا۔ پھر اس نے مجھ سے جو باتیں کیں، ان سے پتہ لگتا ہے کہ اس نے کس طرح اسلامی تعلیم پر گہرا غور کیا ہے۔ اس نے قرآن کریم کا انگریزی دیباچہ نکالا اور کہا کہ آپ نے اس کتاب میں ایک بات ایسی لکھی ہے جس سے میرے دل میں شبہ پیدا ہوا ہے۔ اس نے کہا، میرا طریق یہ ہے کہ مَیں کتاب کو پڑھتا جاتا ہوں اور جو شبہات میرے دل میں پیدا ہوں، ان کو میں نوٹ کرتا جاتا ہوں۔ اس کتاب کے مطالعہ کے دوران میں میرے دل میں ایک شبہ پیدا ہوا ہے۔ مَیں نے کہا، فرمائیے، وہ کیا شبہ ہے؟ کہنے لگا، اس کتاب میں آپ نے لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ مسجد میں عبادت کے لئے بیٹھے تھے کہ آپ کی ایک بیوی آپ سے ملنے کے لئے آگئیں۔ چونکہ واپسی کے وقت رات ہوگئی تھی اس لئے آپؐ اپنی بیوی کو گھر پہنچانے کے لئے ساتھ چل پڑے۔ راستہ میں آپ کو ایک صحابی ملا۔ اُسے دیکھ کر آپ کو شبہ پڑا کہ کہیں اسے ٹھوکر نہ لگ جائے اور یہ خیال نہ کرے کہ مَیں کسی اَور کو ساتھ لئے جا رہا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اپنی بیوی کے منہ پر سے نقاب اٹھادی اور اسے کہا کہ دیکھ لو، یہ میری بیوی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 156 و 285 و بخاری ابواب الاعتکاف)

جب میں نے یہ واقعہ پڑھا تو مجھے سخت اعتراض پیدا ہوا اور مَیں نے کہا کہ پردہ تو اسلام کے نہایت اعلیٰ درجہ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ اور یہ مذہب اور پاکیزگی کی جان ہے۔ اگر کوئی بدبخت شخص ایسا تھا جس کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پچاس ساٹھ سالہ زندگی کو دیکھ کر بھی شبہ پیدا ہوا تو وہ بے شک جہنم میں جاتا، اس کی کیا حیثیت تھی کہ محض اس کا ایمان بچانے کے لئے اپنی ایک بیوی کے منہ سے پردہ اٹھادیا جاتا؟ جس شخص نے اتنی مدّت دراز تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات کو دیکھا، آپ کی قربانیوں کو دیکھا، آپ کے ایمان کو دیکھا، آپ کے اخلاص کو دیکھا، آپ کی محبت الٰہی کو دیکھا اور پھر بھی اس کے دل میں شبہ پیدا ہوا، وہ کمبخت اگر مرتا تو بے شک مرتا، اس کے لئے کیا ضرورت تھی کہ اپنی کسی بیوی کے منہ پر سے نقاب اٹھادیا جاتا؟

چونکہ مجھ پر اس وقت بیماری کا نیا نیا حملہ ہوا تھا اس لئے میرے دل میں اس سوال سے تھوڑی سی گھبراہٹ پیدا ہوئی اور مَیں نے سوچا کہ یہ ایک نیا سوال ہے اور آدمی بڑا پڑھا ہوا اور زیرک ہے۔ معلوم نہیں، مَیں اس کا جواب بھی دے سکوں گا یا نہیں۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کی میرے ساتھ یہ سنّت ہے کہ اگر کسی سوال کا جواب مجھے نہ آتا ہو تو ادھر سوال کرنے والا سوال کرتا ہے اور ادھر بجلی کی طرح میرے دل میں اس کا جواب آجاتا ہے۔ مگر چونکہ مَیں اس وقت بیمار تھا، اس لئے مَیں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی مَیں تو بیمار ہوں تُو تو بیمار نہیں۔ تُو مجھے اس سوال کا جواب سمجھا دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فوراً مجھے جواب سمجھا دیا جس سے اس کی زبان بند ہوگئی۔

مَیں نے کہا: آخر آپ کو یہی اعتراض ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹی چیز کے لئے بڑی چیز کو کیوں قربان کردیا؟ بے شک اس کا ایمان بھی ایک قیمتی چیز تھی مگر بہرحال وہ ایک کمزور انسان کا ایمان تھا کیونکہ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزگی پر شک کیا۔ اس شخص کے ایمان کے بچانے کے لئے اپنی ایک بیوی کا پردہ اٹھادینا ایک بڑی چیز کو چھوٹی چیز کے لئے قربان کردینا ہے۔ کہنے لگا، ہاں، میرے دل میں یہی شبہ پیدا ہوا ہے۔ مَیں نے کہا تو پھر اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ تسلیم کرتے ہیں کہ چھوٹی چیز کو بڑی چیز کے لئے قربان کردینا چاہئے۔ اس اصول کو مدّنظر رکھتے ہوئے، اگر اس مخصوص واقعہ کو دیکھا جائے تو اس میں اس شخص کا ایمان بچانا بڑا کام تھا اور بیوی کے منہ پر سے نقاب الٹ دینا چھوٹی بات تھی۔ کہنے لگا، یہ کس طرح؟ مَیں نے کہا یہ تو تم جانتے ہو کہ پردہ کا حکم پہلی شریعتوں میں نہیں تھا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ پردہ کا حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری سالوں میں نازل ہوا ہے۔ یعنی مدینہ میں ہجرت کرنے کے بعد پردہ کا حکم نازل ہوا ہے۔ تیرہ سال تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکّہ میں رہے اور پردہ کا حکم نازل نہ ہوا۔ پھر مدینہ تشریف لائے تو وہاں بھی چار پانچ سال تک پردہ کا حکم نہیں اُترا۔ تو گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعویٰ نبوت کے بعد جو تیئیس سالہ زندگی گزری ہے، اس میں سے سترہ، اٹھارہ سال تک آپؐ کی بیویوں نے پردہ نہیں کیا۔ اور جب پردہ کا حکم مدینہ آنے کے بھی چار، پانچ سال بعد نازل ہوا ہے تو تمہیں یہ ماننا پڑے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بیوی کو ہر صحابی نے دیکھا ہوا تھا۔ اب بتاؤ کہ جس بیوی کو وہ سو دفعہ پہلے دیکھ چکا تھا، اگر ایک موقع پر اس کا ایمان بچانے کے لئے آپؐ نے اپنی اس بیوی کا نقاب اٹھادیا تو اس میں حرج کیا ہوا؟ وہ آپ کی بیویوں کو جوانی کی حالت میں دیکھ چکا تھا اور اب تو وہ بڑی عمر کی ہوچکی تھیں۔ اس عمر میں اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کے منہ سے نقاب اُلٹ دیا تو چاہے وہ کتنا ہی کمزور ایمان والا شخص ہو، اس کے ایمان کو بچانے کے لئے آپؐ کا نقاب اُلٹ دینا بالکل بے حقیقت بات تھی۔ کیونکہ اس بیوی کو اس نے جوانی کے دنوں میں بھی دیکھا ہوا تھا اور اب تو وہ بڑی عمر کی ہوچکی تھیں۔ جوانی میں سو دفعہ دیکھنے والے شخص کے سامنے اگر آپؐ نے بڑھاپے میں اپنی ایک بیوی کے منہ سے اس کا ایمان بچانے کے لئے تھوڑی دیر کے لئے پردہ اٹھادیا تو آپؐ نے بڑی چیز کو چھوٹی چیز پر قربان نہیں کیا بلکہ چھوٹی چیز کو بڑی چیز کے لئے قربان کیا۔ اس جواب سے وہ خوش ہوگیا اور کہنے لگا کہ اب میری سمجھ میں یہ بات آگئی ہے۔ غور کرو، یہ کتنا بڑا تغیر ہے کہ یا تو یہ کہا جاتا تھا کہ چونکہ اسلام پردہ کا حکم دیتا ہے، اس لئے جھوٹا ہے۔ اور یا یہ کہا جاتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے وقت ایک شخص کا ایمان بچانے کے لئے اپنی بیوی کے منہ سے ایک منٹ کے لئے بھی نقاب کیوں اُتارا؟

اسی طرح ایک ڈچ عورت، جو ایک مصری سے بیاہی ہوئی ہے، ہالینڈ میں مجھے ملی۔ اس نے بتایا کہ جب پادری اعتراض کرتے ہیں کہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنا، سخت ظلم ہے تو مَیں انہیں کہا کرتی ہوں کہ بے شرمو، تم نے تو بیوی نہیں بننا، بیوی تو ہم نے بننا ہے۔ تم کون ہوتے ہو اعتراض کرنے والے؟ اگر یہ ظلم ہے تو اس کی شکایت ہمیں ہونی چاہئے۔ تم تو مرد ہو، تمہیں کیوں شکایت ہے؟ پھر مَیں کہتی ہوں کہ اسلام میں تو یہ بھی حکم ہے کہ انصاف سے کام لو۔ اگر مرد انصاف کریں تو مجھے یا کسی اور عورت کو اس پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے؟ وہ دو چھوڑ، دس عورتیں کرلیں۔ تمہارا کیا حق ہے کہ تم اس پر شور مچاؤ؟ مَیں نے یہی واقعہ اس کو سنایا تو وہ کہنے لگا، آپ ہالینڈ کی بات کرتے ہیں، مَیں لنڈن میں سے دس ہزار عورت ایسی دکھا سکتا ہوں جو اس بات کے لئے تیار ہے کہ مرد اگر انصاف سے کام لیں تو بے شک وہ کئی شادیاں کرلیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اخلاق اتنے بگڑ چکے ہیں کہ اچھے خاوند میسر ہی نہیں آتے۔

اب دیکھو، یہ کتنا بڑا تغیر ہے جو اُن میں پیدا ہو رہا ہے۔ اسی طرح کئی لوگ مجھے ملے، جنہوں نے کہا کہ ہم نے بیس بیس، تیس تیس سال سے شراب نہیں پی۔ یہ کتنا عظیم الشان انقلاب ہے جو اُن میں پیدا ہوا ہے۔ پہلے کثرت ازدواج پر اعتراض کیا جاتا تھا اور اب کہتے ہیں کہ یہی اسلام کی بڑی خوبی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ شادیوں کی تعلیم دیتا ہے۔ پہلے اس پر اعتراض تھا کہ پردہ کیوں کیا جاتا ہے؟ اور اب اس پر اعتراض ہے کہ ساری عمر نہیں بلکہ ایک منٹ کے لئے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کا پردہ کیوں اتارا؟ غرض وہی چیزیں، جو پہلے اعتراض کا موجب سمجھی جاتی تھیں، اب خوبی کا موجب سمجھی جانے لگی ہیں۔ اور ان میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو اُن کی تائید کرتے ہیں۔......

......بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان ملکوں میں اسلام کی طرف رغبت پیدا کردی ہے، اب ہمیں ان کی اس رغبت سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ فصل تو تیار ہے، صرف اس کے کاٹنے والے چاہئیں۔ اگر تم اس فصل کے کاٹنے والے بن جاؤ تو تم دیکھو گے کہ سارا یورپ ایک دن اسلام کی آغوش میں آجائے گا۔ اس وقت مشکل یہ ہے کہ غلّہ کو سنبھالنے والا کوئی نہیں۔ مگر بہرحال اللہ تعالیٰ نے یہ غلّہ تمہارے لئے ہی رکھا ہوا ہے اور تم ہی اس فصل کے کاٹنے والے ہو۔ جو مسائل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں پیش کئے تھے، آج یورپین دنیا انہیں مسائل کی طرف آرہی ہے اور وہ اسلام کی فوقیت اور اس کی برتری کو تسلیم کر رہی ہے۔

ڈسمنڈ شا (Desmend Shaw) انگلستان کے بہترین مصنفوں میں سے ہے۔ کم از کم وہ خود اپنے آپ کو ایچ۔ جی۔ ویلز سے بھی بڑا سمجھتا ہے۔ وہ مجھے ملا تو کہنے لگا، سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ امن پھیلانے والا جو نبی آیا تھا، اسی کو لڑائی کرنے والا نبی کہا جاتا ہے۔ اور پادری اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ مَیں نے کہا، تمہیں یہ نظر نہیں آتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہم لوگ ہی یورپ میں پھیلا رہے ہیں اور ہمیں ہی مسلمانوں کے نزدیک واجب القتل سمجھا جاتا ہے۔ وہ کہنے لگا، مجھے ایک معزز مسلمان ملا تھا، مَیں نے اس سے یہی کہا کہ اسلام پھیلانے والے تو یہی لوگ ہیں اور ہم تک اگر اسلام پہنچا ہے تو انہی کے ذریعہ۔ تم ان لوگوں کی مخالفت کرکے اپنا بیڑا کیوں غرق کر رہے ہو؟

ان پر ہماری اسلامی خدمات کا اتنا گہرا اثر ہے کہ یہی ڈسمنڈ شا (Desmend Shaw) دعوتِ استقبالیہ میں مجھے ملا اور چلا گیا۔ پھر ظفر اللہ خان سے ملا اور کہنے لگا کہ مَیں حضرت صاحب سے ابھی نہیں ملا اور یہ کہہ کر وہ پھر میرے ملنے کے لئے آگیا۔ اسی طرح تین چار دفعہ ہوا۔ وہ بار بار میرے ملنے کے لئے آجاتا۔ آخر جب اٹھا تو اُس وقت بھی وہ میرے سامنے والی میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بار بار یہی کہتا کہ مَیں بچپن سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا قائل ہوں اور سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا نبی ہوا ہے اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے میں ہی برکت ہے۔

غرض یورپ کا مزاج اب اسلام کی طرف آرہا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابھی ان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو پدرم سلطان بود کے مطابق سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے ہیں اور یہ ایشیائی چھوٹے ہیں۔ لیکن ان کے اعلیٰ درجہ کے طبقہ میں اب وہ لوگ بھی پیدا ہو رہے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ ماننا بے وقوفی ہے۔ آپؐ دنیا کی طرف ایک نُور اور رحمت لائے ہیں اور آپؐ کی پیروی میں ہی امن اور سلامتی ہے۔''

(تحریک جدید ایک الٰہی تحریک۔ جلد سوم صفحہ 503 تا 511)

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات وارشادات کے حوالہ سے آپ کی قبولیت دعا کے بعض واقعات اورنشانات کا ایمان افروز تذکرہ

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اپنے فرستادہ کو بھیجا ہے۔ اس کی باتوں کو سنو کہ اسی میں برکت ہے۔

اس سلسلے کی ترقی خدا تعالیٰ کی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے اور اس کے ماننے سے ہی انسانیت کی بقا ہے۔

اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے کہ وہ نشانوں کو سمجھنے والے بھی ہوں اور صرف نشانوں کا مطالبہ اپنی عقل اور خواہش کے مطابق کرنے والے نہ ہوں بلکہ وقت کی ضرورت اور زمانے کی آواز اور حالت جو خدا تعالیٰ کے فرستادے کی ضرورت کا اظہار کر رہی ہے اس کو سنیں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو تلاش کر کے ماننے والے بھی ہوں تا کہ اس دنیا میں فسادوں کا خاتمہ ہو سکے۔

مکرم غلام قادر صاحب (مرحوم) درویش قادیان کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

اسی طرح مکرم مرزا محمد اقبال صاحب (مرحوم) درویش قادیان اور مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ (مرحوم) درویش قادیان کا ذکر خیر

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 21 رنومبر 2014ء بمطابق 21 نبوت 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات اور تحریرات پیش کروں گا جن میں آپ نے قبولیت دعا کے واقعات بیان کئے ہیں۔ یہ چند واقعات ہیں۔ ان میں نشانات کا بھی ذکر فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا بھی ذکر فرمایا ہے اور نصیحت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں مجھے بھیجا ہے، اپنے فرستادہ کو بھیجا ہے۔ اس کی باتوں کو سنو کہ اسی میں برکت ہے اور اس سلسلے کی ترقی خدا تعالیٰ کی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے اور اس کے ماننے سے ہی انسانیت کی بقا ہے۔

ایک جگہ نواب علی محمد خان صاحب رئیس لدھیانہ کے ایک خط کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نواب علی محمد خان صاحب مرحوم رئیس لدھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امور معاش بند ہو گئے ہیں آپ دعا کریں کہ تا وہ کھل جاویں۔ (کچھ کاروباری پریشانیاں تھیں۔ فرماتے ہیں) جب میں نے دعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کھل جائیں گے۔ میں نے بذریعہ خط ان کو اطلاع دے دی۔ پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کھل گئے (ان کے کاروبار میں یا ان کے کام میں کمی کی جو وجہ بنی تھی وہ دور ہو گئی۔ فرمایا کہ میں نے بذریعہ خط ان کو اطلاع دی۔ وہ دو چار دن میں کھل گئے) اور ان کو بشدت اعتقاد ہو گیا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہ ان کا جو اعتقاد تھا مزید پختہ ہو گیا) پھر ایک دفعہ انہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے متعلق میری طرف ایک خط روانہ کیا اور جس گھڑی انہوں نے خط ڈاک میں ڈالا اسی گھڑی مجھے الہام ہوا کہ اس مضمون کا خط ان کی طرف سے آنے والا ہے۔ تب مَیں نے بلاتوقّف ان کی طرف یہ خط لکھا کہ اس مضمون کا خط آپ روانہ کریں گے۔ دوسرے دن وہ خط آ گیا اور جب میرا خط ان کو ملا تو وہ دریائے حیرت میں ڈوب گئے کہ یہ غیب کی خبر کس طرح مل گئی کیونکہ میرے اس راز کی خبر (انہوں نے یہ سوچا کہ ان کے اس راز کی خبر) کسی کو نہ تھی۔ اور ان کا اعتقاد اس قدر بڑھا کہ محبت اور ارادت میں فنا ہو گئے اور انہوں نے ایک چھوٹی سی یادداشت کی کتاب میں وہ دونوں نشان متذکرہ بالا درج کر دیئے اور ہمیشہ ان کو پاس رکھتے تھے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) جب مَیں پٹیالہ میں گیا اور جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ جب وزیر سید محمد حسن صاحب کی ملاقات ہوئی تو اتفاقاً سلسلہ گفتگو میں وزیر صاحب اور نواب صاحب کا میرے خوارق اور نشانوں کے بارہ میں کچھ تذکرہ ہوا۔ تب نواب صاحب مرحوم نے ایک چھوٹی سی کتاب اپنی جیب میں سے نکال کر وزیر صاحب کے سامنے پیش کر دی اور کہا کہ میرے ایمان اور ارادت کا باعث تو یہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اس کتاب میں درج ہیں۔ اور جب کچھ مدت کے بعد ان کی موت سے ایک دن پہلے میں ان کی عیادت کے لئے لدھیانہ میں ان کے مکان پر گیا تو وہ بواسیر کے مرض سے بہت کمزور ہو رہے تھے۔ اور بہت خون آ رہا تھا۔ اس حالت میں وہ اٹھ بیٹھے اور اپنے اندر کے کمرہ میں چلے گئے اور وہی چھوٹی کتاب لے آئے اور کہا کہ یہ مَیں نے بطور حرز جان رکھی ہے اور اس کے دیکھنے سے میں تسلی پاتا ہوں اور وہ مقام دکھلائے جہاں دونوں پیشگوئیاں لکھی ہوئی تھیں۔ پھر جب قریب نصف کے یا زیادہ رات گزری تو وہ فوت ہو گئے''۔ یہ نشان اب بھی ہیں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ''میں یقین رکھتا ہوں کہ اب تک (یہ باتیں جو انہوں نے اپنی ڈائری میں لکھی تھیں) ان کے کتب خانہ میں وہ کتاب ہوگی''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 258-257)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: چند سال ہوئے ہیں کہ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب تاجر مدراس جو اول درجہ کے مخلص جماعت میں سے ہیں قادیان میں آئے تھے اور ان کی تجارت کے امور میں کوئی تفرقہ اور پریشانی واقع ہو گئی تھی۔ انہوں نے دعا کے لئے درخواست کی۔ تب یہ الہام ہوا جو ذیل میں درج ہے۔ قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے۔ بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے۔ اس الہامی عبارت کا یہ مطلب تھا کہ خدا تعالیٰ ٹوٹا ہوا کام بنا دے گا۔ مگر پھر کچھ عرصہ کے بعد بنا بنایا توڑ دے گا۔ (فرماتے ہیں کہ) چنانچہ یہ الہام قادیان میں ہی سیٹھ صاحب کو سنایا گیا اور تھوڑے دن ہی گزرے تھے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے تجارتی امور میں رونق پیدا کر دی۔ (کام ان کے بحال ہو گئے اور بڑی ہی کشائش پیدا ہو گئی۔ فرمایا کہ) اور ایسے اسباب غیب سے پیدا ہوئے کہ فتوحات مالی شروع ہو گئیں (بے انتہا مالی کشائش پیدا ہوئی) اور پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ بنا بنایا کام ٹوٹ گیا۔'' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 260-259)

الہام کے مطابق پہلے تو کاروبار میں ترقی ہوئی اور پھر کچھ عرصے کے بعد آہستہ آہستہ اس میں خرابی پیدا ہونی شروع ہوئی اور پھر کاروبار خراب ہو گیا۔

پھر آپ ایک جگہ اپنے بارے میں ہی فرماتے ہیں کہ: ''مجھے دو بیماریاں مدّت دراز سے تھیں۔ ایک شدید درد سر جس سے میں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے (بڑی شدید سر درد ہوتی تھی۔ فرمایا) اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا (یعنی چکروں کی تکلیف بھی ہو گئی) اور طبیبوں نے لکھا کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ (دورے پڑتے ہیں مرگی کے۔ فرماتے ہیں کہ) چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے (یعنی مرگی کے دورے ان کو پڑنے لگ گئے) اور اسی سے ان کا انتقال ہو گیا۔ لہٰذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ ایک بلا سیاہ رنگ چارپائے کی شکل پر جو بھیڑ کے قد کی مانند اس کا قد تھا (سیاہ رنگ کی بلا تھی۔ جانور کی شکل کی طرح تھی اور بھیڑ کے مطابق قد تھا۔) اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے میرے پر حملہ کرنے لگی اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی صرع ہے۔ (یعنی مرگی کی بیماری ہے)۔ تب مَیں نے اپنا داہنا ہاتھ زور سے اس کے سینہ پر مارا اور کہا کہ دُور ہو تیرا مجھ میں حصہ نہیں۔ تب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اس کے وہ خطرناک عوارض جاتے رہے اور وہ درد شدید بالکل جاتی رہی۔ صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے (یعنی کبھی کبھی چکروں کی تکلیف ہوتی ہے) تا دو زرد چادروں کی پیشگوئی میں خلل نہ آوے۔ (مسیح موعودؑ کے بارے میں یہ بھی پیشگوئی ہے کہ وہ دو زرد چادروں میں ہوگا اور دو زرد چادروں سے مراد دو

بیماریاں ہیں۔ پہلی تو یہی فرمائی۔ چکروں کی تکلیف۔فرمایا) ’’دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے۔ جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے (یعنی ٹیسٹ کرنے سے) بول میں شکر پائی گئی۔ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربہ کے رو سے انجام ذیابیطس کا یا تو نزول الماء ہوتا ہے (آنکھوں کی بیماری ہوجاتی ہے) اور یا کاربنکل یعنی سرطان کا پھوڑا نکلتا ہے جو مہلک ہوتا ہے۔سو اسی وقت نزول الماء کی نسبت مجھے الہام ہوا۔ (یعنی آنکھوں کی بیماری کے متعلق الہام ہوا کہ) نَزَلَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰی ثَلٰثٍ۔ اَلْعَیْن وَعَلَی الْاُخْرَیَیْنِ۔ یعنی تین عضو پر رحمت نازل کی گئی آنکھ اور دو اور عضو پر۔اور پھر جب کاربنکل کا خیال میرے دل میں آیا تو الہام ہوا۔اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔سو ایک عمر گزری کہ مَیں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں‘‘۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ 377-376)

یہاں ذیابیطس یعنی شوگر کی بیماری کا ذکر ہوا۔گزشتہ دنوں ایک عرب احمدی نے خط لکھ کر پوچھا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شوگر تھی تو پھر اتنے زیادہ روزے کیوں رکھے۔ یہ جو حضرت مسیح موعود اپنی بیماری کا ذکر فرما رہے ہیں یہ 1907ء میں فرمایا اور جہاں روزوں کا ذکر ہے وہاں دعوے سے بہت پہلے جوانی میں روزوں کا ذکر ہے۔ بلکہ آپ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ میں نے جو لگاتار روزے رکھے تھے وہ جوانی میں رکھے تھے اور چالیس سال کے بعد تو ویسے بھی انسان کمزور ہو جاتا ہے۔ اتنے میں رکھ نہیں سکتا تھا۔اور اس وقت جو میری حالت تھی اس میں مجھ میں اتنی طاقت تھی کہ اگر میں چاہتا تو چار سال تک بھی روزے رکھ سکتا تھا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد4 صفحہ 257۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) تو بہرحال یہ جو شوگر ہے، یہ شوگر بعد میں شروع ہوئی۔اور یہ جوانی کی بات ہے جب آپ نے لگاتار چھ مہینے روزے رکھے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیماری کے بارے میں ایک (جگہ) بیان فرماتے ہیں۔ان کا ذکر گزشتہ خطبے میں حضرت مصلح موعودؓ کے حوالے سے ہوا تھا کہ جب ان کی وفات ہوئی ہے تو حضرت مصلح موعودؓ کو بڑا صدمہ پہنچا تھا۔ بہرحال ان کا ایک بڑا مقام تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کی بیماری کے دوران ان کے لئے دعا بھی کرتے رہے اور اسی بارے میں ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ’’سال گزشتہ میں یعنی 11/اکتوبر 1905ء کو (بروز چارشنبہ) ہمارے ایک مخلص دوست یعنی مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اسی بیماری کاربنکل یعنی سرطان سے فوت ہو گئے تھے۔ان کے لئے بھی میں نے بہت دعا کی تھی مگر ایک بھی الہام ان کے لئے تسلی بخش نہ تھا بلکہ بار بار یہ الہام ہوتے رہے کہ 1۔کفن میں لپیٹا گیا۔2۔47 برس کی عمر۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 3۔اِنَّ الْمَنَایَا لَا تَطِیْشُ سِھَامُھَا۔یعنی موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے۔جب اس پر بھی دعا کی گئی تب الہام ہوا۔4۔ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ۔ 5۔ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا۔یعنی اے لوگو! تم اس خدا کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے یعنی اسی کو اپنے کاموں کا کارساز سمجھو اور اس پر توکّل رکھو۔کیا تم دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو۔اس میں یہ اشارہ تھا کہ کسی کے وجود کو ایسا ضروری سمجھنا کہ اس کے مرنے سے نہایت درجہ حرج ہوگا ایک شرک ہے اور اس کی زندگی پر نہایت درجہ زور لگا دینا ایک قسم کی پرستش ہے۔اس کے بعد مَیں خاموش ہو گیا اور سمجھ لیا کہ اس کی موت قطعی ہے۔ چنانچہ وہ گیارہ اکتوبر 1905ء کو بروز چارشنبہ بوقت عصر اس فانی دنیا سے گزر گئے۔ وہ درد جو اُن کے لئے دعا کرنے میں میرے دل پر وارد ہوا تھا خدا نے اس کو فراموش نہ کیا اور چاہا کہ اس ناکامی کا ایک اور کامیابی کے ساتھ تدارک کرے۔اس لئے اس نشان کے لئے سیٹھ عبدالرحمٰن کو منتخب کر لیا۔ اگرچہ خدا نے عبدالکریم کو ہم سے لے لیا تو عبدالرحمٰن کو دوبارہ ہمیں دے دیا۔وہی مرض ان کے دامنگیر ہوگئی آخر وہ اسی بندہ کی دعاؤں سے شفایاب ہوگئے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ (فرماتے ہیں کہ) میرا صدہا مرتبہ کا تجربہ ہے (سینکڑوں مرتبہ تجربہ کیا ہے) کہ خدا ایسا کریم و رحیم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دعا کو منظور نہیں کرتا تو اس کے عوض میں کوئی اور دعا منظور کر لیتا ہے (یہاں دعا کی جو روح ہے، جو فلاسفی ہے اس کا بھی پتا لگ گیا۔بعض لوگ کہتے ہیں جی ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔تو نبیوں کی بھی دعائیں بعض دفعہ اگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے تو قبول نہیں ہوتیں لیکن اس کے مقابلے میں دوسری دعا قبول ہو جاتی ہے۔تو فرمایا کہ) ایک دعا کو منظور نہیں کرتا تو اس کے عوض میں کوئی اور دعا منظور کر لیتا ہے جو اس کے مثل ہوتی ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَا اَوْ مِثْلِھَا۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (البقرۃ: 107)‘‘۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ 340-339)

یعنی جس کسی نشان کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسا نشان ہم اس دنیا میں لے آتے ہیں۔کیا تُو جانتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر امر پر جس کا وہ ارادہ کرے پورا قادر ہے۔

اب یہ آیت غیر احمدی تو اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ اس سے قرآن کریم کی بعض آیات منسوخ کی گئی ہیں حالانکہ اس کے بڑے وسیع معنی ہیں، مختلف معنی ہیں۔آپ یہاں بھی اس کو چسپاں کر رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی نشان بھلا دیتے ہیں تو کوئی اور نشان اس کے مقابلے میں آ جاتا ہے۔اگر ایک نشان ختم ہوتا ہے تو دوسرا نشان آ جاتا ہے۔ یا پھر یہ بھی اس کی تشریح ہے کہ پرانی شریعتوں کو منسوخ کیا تو اس کے بدلے میں، مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے نئی شریعت قرآن کریم دے دی جو دائمی رہنے والی ہے۔

پھر اپنی صداقت کے ثبوت کے طور پر قرآن کریم کی جو پیشگوئیاں ہیں ان میں سے ایک پیشگوئی جو سواری کے متعلق ہے۔اس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ: ایک نئی سواری کا نکلنا ہے جو مسیح موعود کے ظہور کی خاص نشانی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (التکویر:05)۔یعنی آخری زمانہ وہ ہے جب اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی۔اور ایسا ہی حدیث مسلم میں ہے وَلَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا۔یعنی اس زمانہ میں اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور کوئی ان پر سفر نہیں کرے گا۔ایّام حج میں مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی طرف اونٹنیوں پر سفر ہوتا ہے۔اب وہ دن بہت قریب ہے کہ اس سفر کے لئے ریل تیار ہو جائے گی تب اس سفر پر یہ صادق آئے گا کہ لَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ 206-205)

ابھی تک لوگ یہی کہتے ہیں کہ جی وہاں تو ریلوے نہیں ہے۔لیکن وہاں ایک پراجیکٹ ہے جو اَب شروع ہوا ہوا اور ان کا خیال ہے کہ 2015ء کے آخر تک مکمل ہو جائے گا۔مکّہ اور مدینہ کے درمیان میں ریلوے لائن بن رہی ہے اور یہ بڑی فاسٹ ٹرین ہوگی۔تو نبی کے منہ سے جو باتیں نکلی ہوتی ہیں وہ پوری تو اللہ تعالیٰ کرتا ہے چاہے بعض دفعہ وہ کچھ وقت کے بعد وہ پوری ہوں لیکن بہرحال سواریاں تو بیکار وہاں ہوئیں کیونکہ اس کی جگہ بسیں اور کاریں استعمال ہو رہی تھیں۔لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ریلوے لائن بھی اب بچھ رہی ہے۔کام ہو رہا ہے اور وہ بھی شروع ہو جائے گی۔

پھر اسلام کے ایک دشمن جس کی بدزبانیوں کی وجہ سے آپ نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے۔اس دعا کے بعد اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر آپ نے اس کے انجام کا اعلان کیا۔اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ: ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی ہے جو بہت صفائی سے پوری ہوگئی ہے اور یہ دراصل دو پیشگوئیاں تھیں۔اوّل یہ کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر مر جائے گا۔دوسری یہ کہ اگر وہ اپنے کلام سے باز آ جائے گا جو اس نے شائع کیا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دجّال تھے تو پندرہ مہینے کے اندر نہیں مرے گا۔اور جیسا کہ مَیں لکھ چکا ہوں۔موت کی پیشگوئی اس بنا پر تھی کہ آتھم نے اپنی ایک کتاب ’اندرونہ بائبل‘ نام میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا تھا (نعوذ باللہ) اور یہ سچ ہے کہ پیشگوئی میں آتھم کے مرنے کے لئے پندرہ مہینے کی میعاد تھی۔مگر ساتھ ہی یہ شرط تھی جس کے یہ الفاظ تھے کہ ’’بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔‘‘ مگر آتھم نے اسی مجلس میں رجوع کر لیا اور نہایت عاجزی سے زبان نکال کر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر دجّال کہنے سے ندامت ظاہر کی۔اس بات کے گواہ نہ ایک نہ دو بلکہ ساٹھ یا ستّر آدمی ہیں۔جن میں سے نصف کے قریب عیسائی ہیں اور نصف کے قریب مسلمان۔اور میں خیال کرتا ہوں کہ پچاس کے قریب اب تک ان میں سے زندہ ہوں گے جن کے رُوبرو آتھم نے دجّال کہنے سے رجوع کیا اور پھر مرتے وقت تک ایسا لفظ منہ پر نہیں لایا۔اب سوچنا چاہئے کہ کیسی بدذاتی اور بدمعاشی اور بے ایمانی ہے کہ باوجود اس کھلے کھلے رجوع کے جو آتھم نے ساٹھ یا ستّر آدمیوں کے رُوبرو کیا پھر بھی کہا جائے کہ اس نے رجوع نہیں کیا۔تمام مدار غضب الٰہی کا تو دجّال کے لفظ پر تھا (یعنی بنیاد تو اس کی ساری یہ تھی کہ دجّال کہا اور اللہ تعالیٰ کا غضب اسی وجہ سے اس پہ نازل ہونا تھا) اور اسی بناء پر پیشگوئی تھی۔اور اسی لفظ سے رجوع کرنا شرط تھا۔ مسلمان ہونے کا پیشگوئی میں کوئی ذکر نہیں۔ (یہ تو کہیں پیشگوئی میں نہیں لکھا تھا کہ وہ مسلمان ہو جائے گا۔ مقصد یہ تھا کہ اس لفظ سے وہ انکاری ہو جائے گا اور توبہ کر لے گا۔فرماتے ہیں کہ مسلمان ہونے کا پیشگوئی میں کوئی ذکر نہیں) پس جب اس نے نہایت انکساری سے رجوع کیا تو خدا نے بھی رحمت کے ساتھ رجوع کیا۔الہام الٰہی کا تو یہ مدعا نہیں تھا کہ جبتک آتھم اسلام نہ لاوے ہلاکت سے نہیں بچے گا۔ (یہ تو الہام میں نہیں کہا گیا تھا کہ جب تک اسلام نہیں لائے گا ہلاکت سے نہیں بچے گا۔فرمایا) ’’کیونکہ اسلام کے انکار میں تو سارے عیسائی شریک ہیں۔خدا اسلام کے لئے کسی پر جبر نہیں کرتا اور ایسی پیشگوئی بالکل غیر معقول ہے کہ فلاں شخص اگر اسلام نہ لاوے تو فلاں مدّت تک مر جاوے گا۔ (کیونکہ اسلام لانا تو پھر جبر ہو گیا۔ یہ تو بہت ساری دنیا ہے جو اسلام نہیں لاتی۔ اسلام کو قبول نہیں کرے گی یا نہیں کرتی اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مر جائے گی۔ نہ اسلام میں کوئی جبر ہے اور نہ یہ پیشگوئی کا مقصد تھا۔فرماتے ہیں کہ) دنیا ایسے لوگوں سے بھری پڑی ہے جو منکر اسلام ہیں اور جیسا کہ میں بار بار لکھ چکا ہوں محض انکار اسلام سے کوئی عذاب کسی پر دنیا میں نہیں آ سکتا بلکہ اس گناہ کی باز پرس صرف قیامت کو ہوگی۔ پھر آتھم کی اس میں کونسی خصوصیت تھی کہ بوجہ انکار اسلام اس کی موت کی پیشگوئی کی گئی اور دوسروں کے لئے نہیں کی گئی۔ بلکہ پیشگوئی کی وجہ صرف یہ تھی کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدّس کی نسبت دجّال کا لفظ استعمال کیا تھا۔جس قول سے اس نے ساٹھ یا ستّر انسانوں کے روبرو رجوع کیا، (توبہ کی) جن میں سے بہت سے شریف اور معزز تھے جو اس مجلس میں موجود تھے۔ پھر جبکہ اس نے اس لفظ سے رجوع کر لیا بلکہ بعد اس کے روتا رہا تو خدا تعالیٰ کی جناب میں رحم کے قابل ہو گیا مگر صرف اسی قدر کہ اس کی موت میں چند ماہ کی تاخیر ہوگئی اور میری زندگی میں ہی مر گیا اور وہ بحث جو ایک مباہلہ کے رنگ میں تھی اس کی رُو سے وہ بوجہ اپنی موت کے جھوٹا ثابت ہوا تو کیا

ابتک وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ بیشک پوری ہوگئی اور نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ ایسے دلوں پر خدا کی لعنت ہے کہ ایسے صریح نشانوں پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے۔ (جب یہ سارا کچھ پورا ہوگیا تو پھر بھی باز نہیں آتے۔) اگر وہ چاہیں تو آتھم کے رجوع پر مَیں چالیس آدمی کے قریب گواہ پیش کرسکتا ہوں اور اسی وجہ سے اس نے قسم بھی نہ کھائی حالانکہ تمام عیسائی قسم کھاتے آئے ہیں اور حضرت مسیح نے خود قسم کھائی اور ہمیں اس بحث کو طُول دینے کی ضرورت نہیں۔ آتھم اب زندہ موجود نہیں۔ گیارہ برس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ وہ مر چکا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ 221 تا223)

یہ آپ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں فرما رہے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن کریم کی برکات انسانوں کی طاقت سے بہت برتر ہیں اور ماننے والوں کو نشان دکھا کر وہ یقینی معرفت عطا فرماتا ہے۔ اور پھر اس برکت سے معجزات ظہور میں آتے ہیں۔ بڑے عجیب عجیب نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔ (ماخوذ از چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد23 صفحہ 402)

آپ فرماتے ہیں کہ ''مَیں ان قرآنی برکات کو قصے کے طور پر بیان نہیں کرتا۔ (قرآن کریم کی جو برکتیں ہیں وہ صرف قصہ کہانیاں نہیں ہیں) بلکہ مَیں وہ معجزات پیش کرتا ہوں جو مجھ کو خود دکھائے گئے ہیں۔ وہ تمام معجزات ایک لاکھ کے قریب ہیں بلکہ غالباً وہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ خدا نے قرآن شریف میں فرمایا تھا کہ جو شخص میرے اس کلام کی پیروی کرے وہ نہ صرف اس کتاب کے معجزات پر ایمان لائے گا بلکہ اس کو بھی معجزات دیئے جائیں گے۔ سو میں نے بذات خود وہ معجزات خدا کے کلام کی تاثیر سے پائے جو انسانوں کی طاقت سے بلند اور محض خدا کا فعل ہیں۔ وہ زلزلے جو زمین پر آئے۔ اور وہ طاعون جو دنیا کو کھا رہی ہے۔ (اس زمانے میں بہت شدید طاعون تھی) وہ انہیں معجزات میں سے ہیں جو مجھ کو دیئے گئے۔ مَیں نے ان آفات کے نام و نشان سے پچیس برس پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں ان حوادث کی خبروں کو بطور پیشگوئی شائع کر دیا تھا کہ یہ آفتیں آنے والی ہیں سو وہ تمام آفات آ گئیں اور ابھی بس نہیں بلکہ آنے والی آفات ان آفات سے بہت زیادہ ہیں۔ (ابھی تو بہت ساری آفتیں آنی ہیں) اور بعض نئی وبائیں بھی ہیں جو پہلے اس سے کبھی اس ملک میں ظاہر نہیں ہوئیں اور وہ ڈرانے والی اور دہشتناک ہیں اور ایک سخت اور خوفناک قسم کی طاعون بھی ظاہر ہونے والی ہے جو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں ظاہر ہوگی اور نہایت پریشان کرے گی۔'' (پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ یہ نشانات بند نہیں ہوئے۔ فرمایا) ''ایک سخت اور خوفناک قسم کی طاعون بھی ظاہر ہونے والی ہے جو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں ظاہر ہوگی اور نہایت پریشان کرے گی۔ شاید اب کے سال یا دوسرے سال میں اور ایک زلزلہ بھی آنے والا ہے جو نا گہانی طور پر آئے گا اور سخت آئے گا''۔ (اور اب دنیا کے جو عمل ہیں اور جس طرح خدا سے دُور ہٹ رہے ہیں اور نہ صرف دُور ہٹ رہے ہیں بلکہ ظلم بھی کر رہے ہیں۔ ان آفات کو پھر بلانے کے لئے خود ان کے عمل جلدی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور احمدیوں کو دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنے عملوں کو درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ) ''معلوم نہیں کہ کسی حصہ ملک میں یا عام ہوگا۔ اگر دنیا کے لوگ خدا سے ڈریں تو یہ آفات ٹل بھی سکتی ہیں کیونکہ خدا زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ وہ اپنے حکموں کو جاری بھی کر سکتا ہے اور ٹال بھی سکتا ہے مگر بظاہر کچھ امید نہیں کہ لوگ خدا سے ڈریں کیونکہ دل حد سے زیادہ سخت ہوگئے ہیں اور مجھے ان پیشگوئیوں کے پیش از وقت سنانے کی وجہ سے ان کے متنبہ ہونے کی کچھ توقع نہیں۔ اور بجز اس کے کوئی امید نہیں کہ ٹھٹھا کیا جائے گا اور یا گالیاں دی جائیں گی اور یا ہم اس بات سے متہم کئے جائیں گے (ہمیں الزام دیا جائے گا) کہ لوگوں میں تشویش پھیلاتا ہے''۔ (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد23 صفحہ 403)

یہ نہیں کہ جو غیر دنیا ہے بلکہ مسلمانوں کا اپنا حال بھی یہی ہے کہ مسلمان ملکوں میں بعض خاص طور پہ خدا سے دُور ہو رہے ہیں اور جس طرح آپ نے فرمایا کہ جو کہہ رہا ہے صحیح رستے پر چلو اس سے ہنسی ہوگی، ٹھٹھا ہوگا اور اس پر یہ کہا جائے گا کہ یہ فساد پھیلانے کی یا تشویش پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ بلکہ اب تو گزشتہ دنوں یہ خبر تھی کہ ایک بڑے مولوی صاحب نے (مولوی کا نام نہیں مجھے یاد رہا) پاکستان میں کہا کہ یہ جو ہے ناں کہ امام مہدی نے آنا ہے۔ کوئی کسی نے نہیں آنا اور نہ وہ پیدا ہوا ہے، نہ پیدا ہوگا۔ بلکہ استہزائیہ رنگ میں پھر کہا کہ اگر پیدا ہوگیا ہے تو اللہ تعالیٰ کرے وہ جلدی ختم ہو جائے کیونکہ ہم مزید فساد فتنے برداشت نہیں کر سکتے۔ تو یہ تو بہرحال اب ان کی سوچیں ہیں۔

پھر مسلمانوں کو جہالت سے بچنے، اللہ تعالیٰ کی آواز کو سننے، اپنی حالتوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق بنانے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اس وقت اسلام جس چیز کا نام ہے اس میں فرق آ گیا ہے۔ تمام اخلاق ذمیمہ بھر گئے ہیں۔ (یعنی برے اخلاق بھر گئے ہیں) اور وہ اخلاص جس کا ذکر مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْن میں ہوا ہے آسمان پر اٹھ گیا ہے۔ (کوئی اخلاص نہیں رہا۔) خدا تعالیٰ کے ساتھ صدق، وفاداری، اخلاص، محبت اور خدا پر توکل کالعدم ہوگئے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ پھر نئے سرے سے ان قوتوں کو زندہ کرے۔ وہ خدا جو ہمیشہ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کرتا رہا ہے اس نے ارادہ کیا ہے اور اس کے لئے کئی راہیں اختیار کی گئی ہیں۔ ایک طرف مامور کو بھیج دیا گیا جو نرم الفاظ میں دعوت کرے اور لوگوں کو ہدایت کرے۔ (یعنی اپنے آنے کے بارے میں فرما رہے ہیں) دوسری طرف علوم و فنون کی ترقی ہے اور عقل آتی جاتی ہے......۔ (یعنی ذہن مزید کھل رہے ہیں۔ علوم و فنون کی ترقی ہو رہی ہے۔ فرمایا)...... اتمام حجت کے لئے آسمان نشان ظاہر کر رہا ہے۔ (بہت سارے نشانات جو آپ کے زمانے میں بھی، طوفانوں کے بھی، چاند سورج گرہن کے بھی، زلزلوں کے بھی ظاہر ہوئے۔ پھر فرمایا:)...... اور پھر قہری نشانات کا سلسلہ بھی رکھا گیا ہے جن میں سے طاعون کا بھی ایک نشان ہے اور اب جو اس شدت سے پھیل رہی ہے۔ (اس زمانے میں جو تھی کبھی گزشتہ نسلوں نے نہ دیکھی ہوگی) اور بہت سے لوگ ہیں جو ان نشانات اور آیات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ کوئی دن نہیں جاتا کہ لوگ بذریعہ خطوط یا خود حاضر ہو کر داخل بیعت نہیں ہوتے۔ اگرچہ دنیا میں فسق و فجور اور شوخی و آزادی اور خودرَوی بہت بڑھ گئی ہے تاہم یہ لوگ جو ہمارے سلسلے میں آتے ہیں یہ بھی اسی جماعت میں سے نکل نکل کر آتے ہیں۔ (انہی لوگوں میں سے آ رہے ہیں۔) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعید بھی انہی میں ملے ہوئے ہیں۔ (یعنی نیک فطرت لوگ بھی ان میں موجود ہیں۔ یہی نہیں کہ سارے بگڑے ہوئے ہیں۔) خدا تعالیٰ ان لوگوں کو نکال لے گا اور ان کو سمجھ دے گا اور کچھ طاعون کا نشانہ ہو جائیں گے۔ اسی طرح پر دنیا کا انجام ہوگا اور اتمام حجت ہوگی۔'' (ملفوظات جلد6 صفحہ 352 تا354۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس آپ نے فرمایا کہ پڑھے لکھے لوگ، سعید فطرت لوگ آ رہے ہیں اور اس کا تعلیم کی وجہ سے اثر ہے، دماغوں کے ذہنوں کے کھلنے کا اثر ہے جس کی وجہ سے وہ اس تعلیم کو سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو سمجھتے ہیں اور پھر اس کو قبول کرتے ہیں۔ اور ہر علاقے میں اور ہر طبقے میں ہر ملک میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں ہزاروں بلکہ اب تو لاکھوں کی تعداد میں جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں۔ ''یاد رکھو کہ ان معجزات اور پیشگوئیوں کی نظیر جو میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور ظاہر ہو رہے ہیں کمیت اور کیفیت اور ثبوت کے لحاظ سے ہرگز پیش نہ کرسکو گے خواہ تلاش کرتے کرتے مر بھی جاؤ۔'' (نزول المسیح روحانی خزائن جلد18 صفحہ 462) (بلکہ اب تو خدا تعالیٰ کی فعلی شہادتیں بھی ایک ایسے نشانات بن چکے ہیں جن میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور ہر روز ہم دیکھتے ہیں۔)

ایک نومسلم نے آ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بڑی دلیری سے نشان مانگا کہ کیا نشان ہے مجھے دکھائیں، اپنی ماموریت کا بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ''ہر ایک مامور کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ دل میں ڈالا جاتا ہے وہ اس کی مخالفت نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور یہی بالکل سچ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو دنیا میں مامور کر کے بھیجتا ہے تو اس کی تائید میں خارق عادت نشان بھی ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ اس جگہ بھی اس نے میری تائید کے لئے بہت سے نشان ظاہر کئے ہیں جن کو لاکھوں انسانوں نے دیکھا ہے اور وہ اس پر گواہ ہیں تاہم مَیں اپنے خدا پر کامل یقین رکھتا ہوں کہ اس نے انہیں نشانوں پر حصر نہیں کیا۔ (یہی کافی نہیں ہو گئے) اور آئندہ اس سلسلے کو بند نہیں کیا۔ وقتاً فوقتاً وہ اپنے ارادے سے جب چاہتا ہے نشان ظاہر کرتا ہے۔ ایک طالب حق کے لئے وہ نشان تھوڑے نہیں ہیں مگر اس پر بھی اگر دل شہادت نہ دے۔ (یعنی جو نشانات ہو چکے ہیں فرمایا کہ وہ تھوڑے نہیں ہیں لیکن اگر اس پر بھی دل شہادت نہیں دیتا، مانتا نہیں ہے کہ ایک شخص واقعی طالب حق ہے اور صدق نیت سے اگر دل سے اس پر بھی شہادت نہ دے) کہ ایک شخص واقعی طالب حق ہے اور صدق نیت سے وہ نشان کا خواہشمند ہے تو ہم اس کے لئے توجہ کر سکتے ہیں۔ (اور تم صدق دل سے یہ سمجھتے ہو کہ حق کو تم نے ماننا ہے تو پھر بتاؤ۔ فرمایا کہ ہم توجہ کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے دعا کریں گے) اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں کہ کوئی امر ظاہر کر دے گا۔ لیکن اگر یہ بات نہ ہو اور خدا تعالیٰ کے پہلے نشانوں کی بے قدری کی جاوے اور انہیں ناکافی سمجھا جاوے تو توجہ کے لئے جوش پیدا نہیں ہوتا اور ظہورِ نشان کے لئے ضروری ہے کہ اس میں توجہ کی جاوے اور اقبال الی اللہ کے لئے جوش ڈالا جاوے۔ (مطلب اگر ان نشانوں کی بے قدری کر رہے ہو۔ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کر رہے تو پھر نہ تمہارے لئے نشان ظاہر ہوگا، نہ تمہارے لئے نشان ظاہر ہونے کے لئے کوئی دعا ہوگی۔ تمہارا انجام پھر بد ہی ہوگا۔ فرمایا کہ اگر ناکافی سمجھا جاوے تو توجہ کے لئے جوش پیدا نہیں ہوتا اور ظہورِ نشان کے لئے ضروری ہے کہ اس میں توجہ کی جاوے اور اقبال الی اللہ کے لئے جوش ڈالا جاوے۔) اور یہ تحریک اس وقت ہوتی ہے جب ایک صادق اور مخلص طلبگار ہو۔ (اگر طلب میں سچائی ہے۔ ماننے کی نیت ہے تب تو نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ صرف آزمانے کے لئے نہیں۔ پھر فرمایا کہ) یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ نشان عقلمندوں کے لئے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے واسطے نشان نہیں ہوتے جو عقل سے کوئی حصہ نہیں رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نشانات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ہدایت محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہ ہو اور وہ فضل نہ کرے تو خواہ کوئی ہزاروں ہزار نشان دیکھے ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور کچھ نہیں کر سکتا۔ پس جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ نشانات گزشتہ سے اس نے کیا فائدہ اٹھایا ہے، ہم آئندہ کے لئے کیا امید رکھیں۔ (فرمایا کہ) نشانات کا ظاہر ہونا یہ ہمارے اختیار میں تو نہیں

ہے اور نشانات کوئی شعبدہ باز کی چابک دستی کا نتیجہ تو نہیں ہوتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور مرضی پر موقوف ہے۔ اور وہ جب چاہتا ہے نشان ظاہر کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے۔ اس وقت جو سوال نشان نمائی کا کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہی ڈالا ہے کہ یہ اقتراح اسی قسم کا ہے جیسا ابوجہل اور اس کے امثال کیا کرتے تھے۔ (یعنی یہ سوال اور مطالبہ جو ہے یہ اسی قسم کا ہے جیسے ابوجہل اور اس کی طرح کے دوسرے لوگ کرتے تھے) انہوں نے کیا فائدہ اٹھایا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر نشان صادر نہیں ہوئے تھے۔ اگر کوئی ایسا اعتقاد کرے تو وہ کافر ہے۔ آپ کے ہاتھ پر لاانتہا نشان ظاہر ہوئے مگر ابوجہل وغیرہ نے ان سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اسی طرح پر یہاں نشان ظاہر ہو رہے ہیں جو طالب حق کے لئے ہر طرح کافی ہیں لیکن اگر کوئی فائدہ نہ اٹھانا چاہے اور ان کو ردّی میں ڈالا جائے اور آئندہ خواہش کرے اس سے کیا امید ہوسکتی ہے؟ (یعنی کہ وہ پہلے نشانات تو نہ دیکھے اور مزید کی خواہش کرتا رہے تو اس سے کیا امید ہوسکتی ہے) وہ خدا تعالیٰ کے نشانات کی بے حرمتی کرتا ہے اور خود اللہ تعالیٰ سے ہنسی کرتا ہے۔'' (ملفوظات جلد 6 صفحہ 445-444۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ نے تو بے شمار جگہ پر یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ قادیان میں آتے ہیں۔ غیر جو آتے ہیں غیر مذہب کے لوگ آتے ہیں ان کا آنا بھی نشان ہے کہ کس کس طرح آتے ہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 10 صفحہ 219-218۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ اور پھر آپ نے فرمایا کہ بے شمار زمینی اور آسمانی نشان جن کا ذکر ہو چکا ہے ہوتے ہیں۔

اب آجکل دنیا کی جو توجہ پیدا ہو رہی ہے اور جماعت کا پیغام بھی سن رہے ہیں یہ بھی نشانوں میں سے ایک نشان ہے کہ میڈیا کی طرف کسی بھی بہانے سے کسی بھی وجہ سے توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ بہرحال نشانات تو ہر عقلمند کے لئے ہر روز ظاہر ہوتے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اس سلسلہ کو بے ثبوت نہیں چھوڑے گا۔ وہ خود فرماتا ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔ جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں ان کے لئے ذلت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افتراء ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بیوقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذّاب میں ہو سکتی ہے۔ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اسی کا جگر اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن روسیاہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشّاش ہوں گے۔ کون ہے دوست؟ وہی جس نے نشان دیکھنے سے پہلے مجھے قبول کیا اور جس نے اپنی جان اور مال اور عزت کو ایسا فدا کر دیا ہے کہ گویا اس نے ہزارہا نشان دیکھ لئے ہیں۔ سو یہی میری جماعت ہے اور میرے ہیں جنہوں نے مجھے اکیلا پایا اور میری مدد کی اور مجھے غمگین دیکھا اور میرے غمخوار ہوئے۔ اور ناشناسا ہو کر پھر آشناؤں کا سا ادب بجا لائے۔ خدا تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو۔ اگر نشانوں کے دیکھنے کے بعد کوئی کھلی صداقت کو مان لے گا تو مجھے کیا اور اس کو اجر کیا (نشان دیکھ لیا تو پھر اجر کیسا) اور حضرت عزت میں اس کی عزت کیا۔ (اگر تو اللہ تعالیٰ پر یقین ہے اور سب کچھ پتا ہے کہ حالات ایسے ہیں اور پھر ماننا ہے تو تبھی اللہ تعالیٰ پر یقین ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حالات کے مطابق زمانے میں اپنے وعدے کے موافق اپنا فرستادہ بھیجا ہے۔ فرمایا) مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے جنہوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا اور میرے حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سنا اور اس میں غور کی۔ تب اسی قدر قرائن سے خدا تعالیٰ نے ان کے سینوں کو کھول دیا اور میرے ساتھ ہو گئے۔ میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے (میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے) اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کے لئے مجھے حَکَم بناتا ہے (یعنی اپنے ذاتی خواہشات یا نفسانی خواہشات جو ہیں ان کو چھوڑنے اور لینے کے لئے مجھ سے فیصلہ لیتا ہے کہ میں کیا کہتا ہوں) اور میری راہ پر چلتا ہے اور اطاعت میں فانی ہے اور انانیت کی جلد سے باہر آ گیا ہے۔ (انانیت اس میں کوئی نہیں) مجھے آہ کھینچ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ کھلے نشانوں کے طالب وہ تحسین کے لائق خطاب اور عزت کے لائق مرتبے میرے خداوند کی جناب میں نہیں پا سکتے جو ان راستبازوں کو ملیں گے جنہوں نے چھپے ہوئے بھید کو پہچان لیا (جو نشانوں کے طالب ہیں وہ اعلیٰ قسم کے خطابات جو ہیں اور جو عزت والے مرتبے ہیں وہ نہیں پا سکتے۔ صرف وہی مرتبے پائیں گے جو ان راستبازوں کو ملیں گے جنہوں نے چھپے ہوئے بھید کو پا لیا، پہچان لیا) اور جو اللہ جلشانہٗ کی چادر کے تحت میں ایک چھپا ہوا بندہ تھا اس کی خوشبو ان کو آ گئی۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتدائی دور میں پہچانا) انسان کا اس میں کیا کمال ہے کہ مثلاً ایک شہزادہ کو اپنی فوج اور جاہ و جلال میں دیکھ کر پھر اس کو سلام کرے۔ باکمال وہ آدمی ہے جو گداؤں کے پیرائے میں اس کو پاوے اور شناخت کر لیوے۔ (شہزادے کو فقیروں کے لباس میں دیکھے اور پھر پہچان لے) مگر میرے اختیار میں نہیں کہ یہ زِیرکی کسی کو دوں۔ (یہ عقل کسی کو دوں)۔ ایک ہی ہے جو دیتا ہے۔ وہ جس کو عزیز رکھتا ہے ایمانی فراست اس کو عطا کرتا ہے۔ انہیں باتوں سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں اور یہی باتیں ان کے لئے جن کے دلوں میں کجی ہے زیادہ تر کجی کا موجب ہو جاتی ہیں۔ (یہی باتیں ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دینی ہے وہ ہدایت پا جاتے ہیں اور جن کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے، کجی ہے وہ اس میں اور بھی زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ) اب میں جانتا ہوں کہ نشانوں کے بارے میں مَیں بہت کچھ لکھ چکا ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ بات صحیح راست ہے کہ اب تک تین ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ وہ امور میرے لئے خدا تعالیٰ سے صادر ہوئے ہیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں اور آئندہ ان کا دروازہ بند نہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 350-349)

اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے کہ وہ نشانوں کو سمجھنے والے بھی ہوں اور صرف نشانوں کا مطالبہ اپنی عقل اور خواہش کے مطابق کرنے والے نہ ہوں بلکہ وقت کی ضرورت اور زمانے کی آواز اور حالت جو خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی ضرورت کا اظہار کر رہی ہے، اس کو سنیں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو تلاش کر کے ماننے والے بھی ہوں تا کہ اس دنیا میں فسادوں کا خاتمہ ہو سکے۔

آج ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم غلام قادر صاحب درویش قادیان ابن مکرم عبدالغفار صاحب مرحوم کا ہے۔ یہ 12 /نومبر 2014ء کو نوّے سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ تین سو تیرہ درویشوں میں شامل تھے۔ تاریخ احمدیت میں ان کا درویشوں میں 189 نمبر ہے۔ اپریل 1925ء میں بمقام شادیوال گجرات میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بھی وہیں حاصل کی۔ فوج میں بھرتی ہو گئے۔ ملازمت کو چار سال ہوئے تھے کہ حفاظت مرکز کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر کہ نوجوان اپنی زندگیاں وقف کریں قادیان آئے۔ 1947ء میں یہاں حاضر ہو گئے۔ تبلیغ کا بھی بڑا شوق تھا۔ سکھوں کو خاص طور پر تبلیغ کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ نے بہت نادر اور نایاب کتب اور حوالہ جات بھی جمع کئے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک خواب دیکھی تھی کہ ان کی عمر تقریباً نوّے سال ہوگی۔ مرحوم موصی بھی تھے۔ ان کے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹی جو ہے وہ مکرم ظفر اللہ پونتو صاحب جو انڈونیشیا کے مربی سلسلہ ہیں ان سے بیاہی ہوئی ہیں۔ ان کے بیٹے نے لکھا کہ درویشی کے دوران معمولی وظیفہ تھا پھر بھی محنت مزدوری کر کے اپنی بیوہ والدہ اور تین بہنوں کو گزارے کی رقم بھجوایا کرتے تھے کیونکہ یہ بھائی بہنوں میں بڑے تھے۔ ہمارے مربی کلیم طاہر صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ 1997ء کے رمضان میں قادیان گیا۔ اعتکاف بیٹھنے کا موقع ملا تو یہ وہاں میرے ساتھ تھے۔ کہتے ہیں دورانِ گفتگو کشمیری چائے کا ذکر ہو گیا کہ مجھے پسند ہے۔ اس کے بعد روزانہ ان کے گھر سے جو چائے آتی تھی اس کی تھرمس کہتے ہیں مجھے دے دیا کرتے تھے۔ پھر ان مربی صاحب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تو یہ اس عرصے میں قادیان سے ربوہ گئے۔ وہاں جا کے کہتے ہیں کہ بڑے جذباتی رنگ میں میرے پاس آ کے طبیعت بھی پوچھی اور روتے بھی رہے۔ دعائیں بھی کرتے رہے۔ باوجود بیماری کے اور کمزوری کے نظر بھی کم آتا تھا، نظر خراب ہو گئی تھی آخری وقت تک مسجد مبارک میں جا کر نماز ادا کیا کرتے تھے کہ مجھے یہیں سکون ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ان کے علاوہ دو اور درویش بھی ہیں جو چند ماہ پہلے فوت ہوئے تھے۔ ان کا جنازہ غائب تو پہلے پڑھا گیا تھا لیکن ذکر خیر نہیں ہوا تھا۔ ان کا بھی آج ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ احباب ان کو اور ان کی اولادوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ان درویشوں نے بڑی بڑی قربانیاں دی ہوئی ہیں۔ ایک لمبا عرصہ بڑی غربت میں، بڑے معمولی حالات میں، بڑے معمولی گزارے پر قادیان میں گزارا ہے اور شعائر اللہ کی حفاظت کا حق ادا کیا ہے۔ ان میں سے ایک تو مرزا محمد اقبال صاحب ہیں جو مرزا آدم بیگ صاحب کے بیٹے تھے۔ یہ 11 جون 2014ء میں فوت ہوئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے دادا حضرت مرزا رسول بیگ صاحب صحابی تھے۔ نانا حضرت مرزا نیاز بیگ صاحب بھی صحابی تھے۔ یہ ابتدائی تین سو تیرہ (313) درویشان میں سے تھے۔ شفاخانہ قادیان میں لمبا عرصہ ڈینٹسٹ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ پھر دفاتر میں کارکن کے طور پر خدمت بجا لاتے رہے۔ نیک، عبادت گزار، ملنسار، مخلص انسان تھے۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتے تھے۔ انتہائی بہادر، نڈر اور اچھے تیراک تھے۔ موصی تھے۔ اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔

پھر چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ ہیں۔ یہ 26 /جولائی کو 94 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ چوہدری نور علی صاحب چیمہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حفاظت مرکز کے لئے احباب جماعت کو تحریک فرمائی تو چونکہ آپ برطانوی فوج میں رہ چکے تھے اس لئے آپ نے اپنی خدمات پیش کیں اور درویشی کی سعادت پائی۔ باوجود پیرانہ سالی کے لمبا عرصہ بیساکھی کے سہارے مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ مخلص، خوش مزاج، زندہ دل، شفیق اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ موصی تھے۔ پسماندگان میں ضعیف العمر اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے ہیں۔ ایک بیٹے ان کے چوہدری منصور احمد چیمہ صاحب واقف زندگی ہیں اور قادیان میں ناظم جائیداد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اب نماز کے بعد نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔

کاسرِ صلیب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا
عیسائیت کے خلاف کامیاب جہاد
اوراس کے عظیم الشان اثرات

غلام مصباح بلوچ۔استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ میں مجددین وکبار علماء کے آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے لیکن صرف مسیح موعود کے متعلق کسر صلیب کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جس میں ایک طرف تو اُس کے آنے کے وقت کی تعیین تھی کہ اس وقت صلیبی مذہب عروج پر ہوگا اور دوسری طرف یہ اعلان تھا کہ عیسائیت کے جھوٹے عقائد کا بطلان بھی اللہ تعالیٰ اسی کے ہاتھ سے کرے گا۔

”لَیُوْشِکَنَّ أنْ یَنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدَلًا، فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَ یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ....“

(صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام)

انیسویں صدی میں عیسائیوں نے ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت دنیا میں عیسائیت کی پرچار کا جال پھیلایا، یہ جال کتنا وسیع اور سرگرم تھا اس کا اندازہ یا اسی شخص کو ہے جو اُس زمانے میں موجود تھا یا پھر اُس دور کی کتب، رسائل، اخبارات اور رپورٹوں کے ذریعے موجودہ دور میں اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ہندوستان میں کام کرنے والے ایک پرانے مشنری پادری ولیم بٹلر (William Butler) کے مطابق 1872ء تک ہندوستان میں درج ذیل مختلف مشنز کام کررہے تھے:

امریکن مشنز

(1) American Board (2) Baptist Missionary Union (3) Methodist Episcopist Church (4) United Presbyterian Church (5) Reformed Church (6) Freewill Church (7) Presbyterian Church (8) Evangelist Luthern (9) Baptist Free Mission

برطانوی مشنز

(1) Gospel Propagation Society (2) English Baptist Society (3) London Missionary Society (4) Wesleyan Missionary Society (5) Church of England (6) Church of Scotland (7) Free Church of Scotland (8) United Presbyterian Church (9) Moravian Mission (10) Irish Presbyterian (11) Freewill Baptist (12) General Baptist (13) Welish Calvinistic Methodist

جرمن مشنز

(1) Berlin Evangelical Mission (2) Basle Missionary Society (3) Leipsic Evangelican Luthern (4) Leipsic Luthern (5) Dan. Mission Society

(The Land of the Veda by Rev. Willian Butler D.D. page 529 New York, Carlton & Lanahan 1872)

ان مشنز کے تحت کام کرنے والے ولایت کے مرد پادریوں کی تعداد 551 اور پادری عورتوں کی تعداد 317 تھی جبکہ دیسی پادریوں کی تعداد 406 تھی۔ catechists, preachers اور labourers کی تعداد ان کے علاوہ تھی۔ جیسا کہ ذکر ہوا یہ 1872ء کی بات ہے اس کے بعد ان مشنز میں اور ولایت سے آنے والے پادریوں کی تعداد میں اور بھی اضافہ ہوتا گیا۔

اسی عرصے میں ایک برطانوی عیسائی Henry Stanely Newman (1837-1912) نے انڈیا میں عیسائی مشنز کا دورہ کیا اور اس دورہ کی روداد اور مشنز کی کامیابی پر مشتمل ایک کتاب بنام Days of Grace in India لکھی۔ یعنی انڈیا میں لطف و عنایات کے ایام۔ اس کتاب کے آخر میں وہ لکھتے ہیں:

"Each age has its own special work and opportunities, and the special work and opportunity of this age is the evangelization of the nations. These are truly days of grace in India."

(Days of Grace in India, A record of visits to Indian missions page 320 by Henry Stanely Newman, Printed at the Orphan Printing Press Liominster 1882)

معروف ماہر پروفیسر Sir Monier Monier-Williams (1819-1899) جن کی پیدائش بھی ہندوستان میں ہی ہوئی، انڈیا کے بارے میں اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں:

"In fact, the present condition of India seems very similar to that of the Roman Empire before the coming of Christ."

(Modern India and the Indians by Sir Monier Williams KCIE page 101 publisher: Trubner and Co., Ludgate Hill. London 1878)

مسلمان حلقوں میں عیسائیت کے پرچار میں عیسائی پادریوں نے مسلمانوں کے مروجہ عقائد کو بھی ڈھال بنایا۔ مسیح کی بن باپ پیدائش، پنگھوڑے میں باتیں کرنا، خلق طیور، احیاء موتی، مبروص کو اچھا کرنا، اندھوں کو بینائی دینا وغیرہ اور مسیح کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر آخری زمانے میں واپس آنا یہ ایسے موضوع تھے جن کو عیسائی پادری مسلمانوں کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کررہے تھے بلکہ مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق مذکورہ بالا عناوین کے بارے میں خود مسلمانوں کی تفسیر پادریوں کی فتح میں ممد و معاون تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر موجود سمجھا جانا اور نبیوں کے سردار فخر کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین میں مدفون ہونا یہ بھی ایسا موازنہ تھا جو مسلمان لوگوں پر تیروں کی طرح برسا کر انہیں اپنا شکار بنایا گیا۔ جرمنی کے مشہور پادری فنڈر (Karl Gottlieb Pfander) نے 1854ء میں اپنے مشہور مباحثہ بالمقابل مولانا رحمت اللہ کیرانوی صاحب میں یہی حربہ استعمال کیا جس کے نتیجے میں بعض مسلمان (پادری صفدر علی اور پادری عمادالدین وغیرہ) مذہب عیسائیت میں جا داخل ہوئے۔ خود مسیحی مشنریز مسلمانوں میں تبلیغ کرنے میں ایک دوسرے کو قرآن شریف بطور دلیل پیش کرنے کو کہہ رہے تھے، Sir Monier Monier-Williams نے ہی اس موضوع پر یہ لکھا ہے کہ

"the Kura'n itself exalts Christ above humanity."

(Modern India and the Indians by Sir Monier Williams KCIE page 196 publisher: Trubner and Co., Ludgate Hill. London 1878)

گو کہ قرآن پاک کہیں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فوق البشر صفات کو ثابت نہیں کرتا بلکہ الٹا ان کا ردّ کرتا ہے ہاں مسلمانوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق رائج خلاف قرآن عقیدے ضرور وہ منظر پیش کررہے تھے جس کا کہ Monier Williams نے ذکر کیا ہے۔ اسی لیے مسیحی مبلغین چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں انہی کے رائج عقائد کو پیش کرکے نعوذ باللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ادنیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اعلیٰ وارفع ثابت کیا جائے۔

بمبئی کے ایک سابق گورنر سر رچرڈ ٹیمپل (Sir Richard Temple (1826-1902) ہندوستان کے متعلق اپنے مشاہدات پر مبنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں:

"The argumentative difficulties will be even more severe if Muhammadans as a body shall begin to cease believing in their own religion."

(India in 1880 by Sir Richard Temple, Bart. page 175.
Published by John Murray, Albemare Street, London 1880)

یعنی اگر مسلمان اپنے ہی عقائد کو ماننا چھوڑ دیں تو عیسائی مبلغین کے لیے مناظرانہ مشکلات اور بڑھ جائیں گی گو کہ فی الوقت ایسے کوئی آثار نہیں ہیں۔

بہرحال یہ ایک مختصر جھلک تھی مسیحیت کے پرچار کی۔ چرچ مشنری سوسائٹی انڈیا میں مسیحیت کی تاریخ بیان کرتے ہوئے "India, A Flag for Christ in the Punjab" میں لکھتی ہے:

"How the Punjab was conquered "for England", **and invaded "for Christ,"** we have before seen.

(The History of the Church Missionary Society by Eugene Stock (editorial secretary) Vol: II, Church Missionary Society, Salisbury Square, London, 1899)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آغاز جوانی سے ہی عیسائیوں کے اعتراضات کے ردّ کے لئے مساعی

ادھر مسیحیت اپنی چالوں میں سرگرم تھی اور دوسری طرف عزیز وحکیم خدا اپنی تدبیر ظاہر کرنے کو تھا اور اُس خیرالماکرین نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر کسر صلیب اور نصرت اسلام کے لیے بھیجا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ذرّہ ذرّہ عشق محمدؐ میں فنا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد آپ کے دل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا اور لازوال محبت تھی جس کا اظہار ساری زندگی آپ کے اقوال و افعال سے ہوتا رہا۔ ابتدا ہی سے آپ کے دل میں اس برگزیدہ رسول کی والہانہ محبت اور عشق موجزن تھا۔ آپ کا اکثر وقت ذکر الٰہی کے ساتھ ساتھ کثرت سے درود شریف پڑھنے میں گزرتا۔ عشق وسرور کی اس وجدی کیفیات سے آپ کی زندگی گزر رہی تھی کہ عیسائیوں اور آریوں کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر اور قرآن پاک پر گستاخانہ اور بیباکانہ حملوں کی بات آپ کے علم میں آئی۔ اپنے محبوب رسولؐ اور محبوب کتاب پر اس قسم کے دل آزار اور گستاخانہ حملے اور اعتراضات دیکھ کر آپ کا دل بہت ہی مضطرب اور گداز ہوا اور آپؑ نے ان سب اعتراضات کو جمع کرنا شروع کیا، آپؑ فرماتے ہیں:

”مَیں سولہ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں اور ان کے اعتراضوں پر غور کرتا رہا ہوں۔ میں نے اپنی جگہ ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچی ہوئی ہے۔“ (الحکم 30/اپریل 1900ء صفحہ 2 کالم 1,2)

یہ حملے تھے کہ رکنے کا نام نہ لیتے تھے۔ یہ اعتراضات کی تعداد تھی کہ جو بڑھتی چلی جارہی تھی۔ حضور علیہ السلام نے دینِ اسلام پر لگنے والے ان اعتراضات کا بغور جائزہ لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کے تحفظ اور قرآن پاک اور دین اسلام پر الزامات کے دفاع کے لیے قلم ہاتھ میں لیا تا کہ دین اسلام جیسے مطہر اور طیب شجر سے بیہودہ اعتراضات کی اس آکاس بیل کو اتار پھینکا جائے اور دنیا کو اس معصوم نبی اور اُس پاکیزہ کتاب کا حقیقی چہرہ دکھایا جائے۔

حضرت حکیم میر حسام الدین صاحب رضی اللہ عنہ سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران آپؑ کی مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حضرت مرزا صاحب سیالکوٹ میں...... کوئی ایک آیت قرآن مجید کی سامنے لٹکا لیتے تھے...... آخر میں نے ایک دن دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ میں مختلف اوقات میں مختلف آیات کو لٹکی ہوئی دیکھتا ہوں، ایک وقت میں ایک آیت ہے اور دوسرے وقت میں اس کی جگہ دوسری، یہ کیا تماشا ہے؟...... آپؑ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دس ہزار اعتراض ہوا ہے...... میں وہ آیات جن پر مخالفین نے اعتراضات کئے ہیں اُن میں سے ایک ایک آیت کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں جب تک اس کا جواب نہیں ملتا تب تک اسے نہیں چھوڑتا، جب اُس کا جواب مل جاتا ہے تو دوسری آیت لٹکا دیتا ہوں۔ پس جتنا عرصہ وہ سیالکوٹ میں رہے ہیں اسی طرح کرتے رہے۔“

(الحکم 28 جولائی 1938ء صفحہ 3 کالم 1,2)

آپؑ نے سیالکوٹ میں ہی عیسائی پادریوں سے مباحثات شروع کر دیے تھے اور پھر جلد ہی اخبارات میں مضامین کی شکل میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لگنے والے الزامات و اعتراضات کا ردّ فرمایا اور پھر جب اپنی انقلاب آفریں کتاب براہین احمدیہ تصنیف فرمائی تو اس میں اسلام اور بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقدین و حاسدین کو وہ دندان شکن جواب دیے کہ مخالفین اسلام میں ایک کھلبلی مچ گئی۔ مسیحی خدا کا ابطال کرتے ہوئے آپؑ نے تحریر فرمایا:

”غرض عیسائی قوم بھی ایک عجیب قوم ہے جنہوں نے ضِدَّین کو جمع کر دکھایا اور تناقض کو جائز سمجھ لیا اور گو ان کے اعتقاد کے قائم ہونے سے مسیح کا دروغگو ہونا لازم آیا مگر انہوں نے اپنے اعتقاد کو نہ چھوڑا۔ ایک ذلیل اور عاجز اور ناچیز بندہ کو

ربّ العالمین قرار دیا اور ربّ العالمین پر ہر طرح کی ذلّت اور موت اور درد اور دکھ اور تجسّم اور حلول اور تغیّر اور تبدّل اور حدوث اور تولّد کو روا رکھا ہے۔ نادانوں نے خدا کو بھی ایک کھیل بنالیا ہے....‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 468 حاشیہ)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ (1875-1957ء) نے اپنی کتاب ’’حیات احمدؑ‘‘ جلد اول میں عیسائی فتنے کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی ردّعمل کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔ آپؓ لکھتے ہیں:

’’عیسائیوں کا فتنہ تو ان سے بھی پہلے ملک میں پھیل رہا تھا اور اسلام کی مخالفت میں بہت سی کتابیں نہایت دل آزار طریق پر لکھی جا چکی تھیں......حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تمام کتابوں کو پڑھا تھا اور آپؑ نے آنحضرت ﷺ کے ناموس کے تحفظ اور الزامات کے دفاع کے لئے قلم ہاتھ میں لیا۔ یہ سلسلہ قادیان ہی میں آکر شروع نہیں ہوا بلکہ جن ایام میں آپؑ سیالکوٹ رہتے تھے اُس وقت بھی پادریوں سے مباحثات ہوتے رہتے تھے......القصہ عیسائیوں کا فتنہ زوروں پر تھا، حکومت کے ابتدائی ایام کی وجہ سے لوگوں کی حالت کچھ اور تھی اور پادریوں کا رسوخ اور اثر سیاسی رنگ رکھتا تھا اس لئے نہایت خطرناک حملے اسلام پر ہوتے تھے۔ قادیان میں بعض اوقات کوئی مسیحی مبلغ آ جاتا تھا مگر وہ ٹھہرتے نہ تھے اور حضرت صاحب کا رعب ان پر اس قدر غالب تھا کہ وہ آپؑ سے مباحثہ نہیں کرتے تھے بلکہ بازار میں منادی کرکے فوراً چلے جاتے تھے۔‘‘

(حیات احمدؑ جلد اول صفحہ 286,287 از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

حضرت عرفانی صاحبؓ نے قادیان میں آنے والے مشنریز میں پادری بیٹ مین (Rev. Rowland Bateman) کا ذکر فرمایا ہے جو نارووال میں متعین تھے۔ اس کے علاوہ پادری وائٹ بریخٹ (Herbert Udny Weitbrcht) کا بھی ذکر ملتا ہے جس کی تعیناتی بٹالہ میں تھی۔ ان کے علاوہ اور بھی پادری حضرات تبلیغ کے لیے قادیان آیا کرتے تھے۔ لیکن حضرت اقدس علیہ السلام کی اسلامی حمیت وغیرت کی وجہ سے یہ لوگ اب قادیان کا رخ نہ کرتے تھے۔ خود حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ہے: ’’پہلے پادری لوگ قادیان میں بہت آیا کرتے تھے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم 164)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی بشارات کے تحت **’’مسیح جو آنے والا تھا، یہی ہے چاہو تو قبول کرو‘‘** کا اعلان کرتے ہوئے دعویٰ مسیحیت کے بعد اپنی پہلی عظیم الشان کتاب ’’فتح اسلام‘‘ میں اعلان فرمایا:

’’اسلام کی پاک تاثیروں کے روکنے کے لئے جس قدر پیچیدہ افترا اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور پُر مکر حیلے کام میں لائے گئے اور اُن کے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے بھی جن کی تصریح سے اس مضمون کو منزّہ رکھنا بہتر ہے، اسی راہ میں ختم کئے گئے۔ یہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں کہ جب تک اُن کے اس سحر کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پُر زور ہاتھ نہ دکھاوے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو اور اس معجزہ سے اس سحر کو پاش پاش نہ کرے تب تک اس جادوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔ سو **خدا تعالیٰ نے اس جادو کے باطل کرنے کے لئے اِس زمانہ کے سچے مسلمانوں کو یہ معجزہ دیا کہ اپنے بندہ کو اپنے الہام اور کلام اور اپنی برکاتِ خاصّہ سے مشرف کرکے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرہ کامل بخش کر مخالفین کے مقابل پر بھیجا اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات اور روحانی معارف و دقائق ساتھ دئے تا اس آسمانی پتھر کے ذریعہ سے وہ موم کا بُت توڑ دیا جائے جو سحر فرنگ نے تیار کیا ہے**......‘‘۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 5,6)

پھر اس کے فوراً بعد اپنی مایہ ناز کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے لفظ توفّی، رفع، نزول اور خروج دجّال کی حقیقت بیان کی اور نہایت قوی دلائل سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات اور اپنا مثیل مسیح ہونا ثابت کیا اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق مزعومہ عقائد اور افسانوی روایات کا خاتمہ کیا۔ صلیبی مذہب ایسے عقیدے کو دنیا میں زور شور سے پھیلا رہا تھا جس کے بارے میں قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ ’’قریب ہے کہ زمین و آسمان اُس سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں‘‘ لیکن خدائے رحمان و رحیم نے زمین و آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی بجائے خود اس عقیدے کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے وقت کا فیصلہ صادر فرمادیا تھا اور اس کام کے لیے ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپؑ نے الوہیت مسیحؑ، اِبنیت مسیحؑ، تثلیث، کفارہ، بائبل کے محرّف و مبدّل ہونے، حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے نشانات، معجزات، اور پولوس اور عیسویت وغیرہ جیسے موضوعات اور پھر ان عناوین کے تحت سینکڑوں ذیلی عناوین ترتیب دے کر نہایت مدلّل اور محقّق تحریرات پیش فرمائیں جس سے نہ صرف یہ کہ صلیبی مذہب کے بطلان اور اسلام کی صداقت وحقانیت کا پُر زور مظاہرہ کیا بلکہ خود حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی ذات بابرکت پر لگے ’’ابن اللہ‘‘ اور ’’لعنتی موت‘‘ وغیرہ جیسے داغوں کو بھی صاف کرکے یہ ثابت کیا کہ عیسائی جس دین کو پیش کرتے ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دین نہیں بلکہ پادریوں کی ایجاد ہے۔ عیسائی حضرات جس موقع پر حضرت مسیح ناصریؑ کی موت یقین کرتے تھے وہاں آپؑ نے اُن کی زندگی ثابت فرمائی اور جس موقع پر وہ اُن کی زندگی مانتے تھے وہاں آپؑ نے اُن کی وفات کا ثبوت دیا اور اس طرح ’’لعنتی موت کے ذریعے کفارہ‘‘، ’’مُردوں سے جی اٹھنا‘‘ اور ’’مسیحؑ کی آمد ثانی‘‘ جیسی بنیاد پر کھڑی عیسائیت کی بظاہر نظر پُر شکوہ عمارت دھڑام سے نیچے آگری۔

عالم عیسائیت میں مسیح موعودؑ کی للکار سے کھلبلی

حضرت اقدس علیہ السلام کی للکار نے عالم عیسائیت میں ایک کھلبلی پیدا کر دی تھی، ایک وفات مسیحؑ کے اعلان سے مسیحیوں کی سب تدبیریں الٹی پڑ گئیں تھیں۔ مشہور امریکن مشنری Samuel M. Zwemer نے حضرت اقدسؑ کے اعلان وفات مسیح کے متعلق لکھا:

"By eager and clever propaganda, this sect has filled the whole Moslem world with this new gospel of an Anti-Christ......

There is no other way. There is no other gospel. If this be false,our faith, that is our whole Christianity, is vain: because the only good news we have is that Jesus died for our sins and rose again for our justification."

(THE GLORY OF THE CROSS BY SAMUEL M. ZWEMER page 24-32 Made and printed in Great Britain by Hunt, Barnard & Co., Ltd.,London and Aylesbury 1928)

اب عیسائی مشنریز کی رپورٹوں، کتابوں اور کانفرنسوں میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا نام اور آپ کا کام بھی موضوع بحث تھا۔ ذیل میں چند عیسائی مصنفین کے حوالے درج کیے جاتے ہیں:

❁ مشہور پروفیسر Sir Thomas Walker Arnold (1864-1930) نے 1899ء میں روم اٹلی میں ہونے والی ایک کانفرنس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی تعلیمات کا اجمالی ذکر کیا ہے۔ ان کا یہ لیکچر اطالوی زبان میں درج ذیل کتاب میں شائع شدہ ہے۔

(Actes du douzieme Congres international des orientalistes, Rome, 1899, Publisher: *Florence:Societe typographique Florentine*,1901-1902)

❁ مشہور پادری Rev. Elwood Morris Wherry (1843-1927) لکھتا ہے:

"The movement has influenced a multitude of educated men,"

(The Mohammedan World of Today page 153,163 published by The Young People's Missionary Movement New York 1906)

❁ اپنی ایک اور کتاب میں اسی پادری وھیری نے لکھا:

"Another reform movement in India is that of Mirza Ghulam Ahmad of the village of Qadian.... His business is to teach the true faith of Islam to all men, and especially to overthrow the Christian religion..."

(Islam and Christianity in India and the Far East page 178 Fleming H. Revell Company London 1907)

❁ بٹالہ میں مشنری زندگی گزارنے والا ایک بڑا پادری Herbert Udny Weitbrecht (1851-1937) لکھتا ہے:

".... in Islam the Punjab has given us a new Islamic reformer... whose followers differ materially from orthodox Islam in their attitude towards western thought, ... they are among the most determined and systematic opponents of Christianity. The person to whom I refer is Mirza Ghulam Ahmad, of the village of Qadian,.... his literary gifts and persuasive personality and mastery of intrigue have secured him a considerable following among whom are some able men."

(Church Missionary Intelligencer, Vol: XXVII (new series) August 1902 page 600,601 CMS, Salisbury Square, London 1902)

❁ دسمبر 1902ء میں انڈین مشنری کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کلکتہ کے Rev. G. H. Rouse نے ’بنگال میں اسلام‘، لدھیانہ کے Rev. E. M. Wherry نے ’پنجاب اور صوبہ متحدہ میں اسلام‘ اور حیدرآباد دکن کے Rev. Malcolm G. Goldsmith نے جنوبی انڈیا میں اسلام پر اپنے مقالے پڑھے اور ان تینوں نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے اثر کا ذکر کیا ہے۔ پادری وھیری احمدیہ جماعت کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

"This is the only further movement amongst Muslims worthy of mention..... The only solitary circumstance that justifies our ranking this movement as one of the movements of Islam is the fact that a large number of highly educated men have confessed themselves the followers of the Mirza Sahib."

(Report of the Fourth Decennial Indian Missionary Conference held in Madras page 344-346, Madras Christian Literature Society, 1902)

❁ اپریل 1906ء میں قاہرہ میں ہونے والی مشنری کانفرنس میں پادری وائٹ بریخٹ نے احمدیہ تحریک کا تعارف دیتے ہوئے کہا:

"The Ahmadiyya,.... is bitterly anti-Christian,"

(The Mohammedan World of Today page 153 published by The Young People's Missionary Movement New York 1906)

❁ انڈیا میں کام کرنے والے دو اور پادری Willian B. Anderson اور Charles R. Watson اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"Mirza Ahmad of Kadiyan.... was the Eastern contemporary, and almost the counterpart of Alexander Dowie, but in the Orient he dared go a step farther than Dowie did in the West. **Where Dowie finally failed in a Christian land the Mirza succeeded in a Moslem land.**"

(Far North in India by William B. Anderson and Charles R. Watson page 126, the board of foreign missions of the United Presbyterian Church of North America, Philadelphia, PA 1909)

❁ ایک اور پادری Rev. J. Murray Mitchell, MA., LLD. (1815-1904) اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"Mirza Ghulam Ahmad of Qadian.... This man opposes orthodox Islam, but he opposes Christianity even more."

(The Great Religions of India by Rev. J. Murray Mitchell page 238 The Young People's Missionary Movement New York 1905)

انہی پادری صاحب نے 1904ء میں جماعت

احمدیہ کے بارے میں ایک مضمون "A New Sect in India" لکھا، جس کے آغاز میں لکھا:

"*Vides tumultum indies tumultuosius tumultuentem*". So said Luther in quaint but vigorous Latinity, when his hot battle with Rome was threatening to become still hotter. Even so may we now say regarding evangelistic work in the mission field of the East."

(The Missionary Review of the World, Vol: XVII (new series) February 1904 page 97, Funk & Wagnallis Company New York)

اس اقتباس کے شروع میں جو الفاظ ہیں وہ لاطینی زبان کے ہیں جس کا مطلب کچھ یوں بنتا ہے کہ روزانہ اس زوردار آواز کا بڑھاؤ دیکھو، یہ الفاظ لوتھر نے روم سے جاری اپنی نظریاتی جنگ کے وقت کہے تھے جب وہ گرم ہو رہی تھی۔ پادری مچل صاحب کے نزدیک یہی صورتحال مشرق میں جاری کلیسیائی تبلیغ کے مقابلے میں اٹھنے والی نئی تحریکات (خاص طور پر جماعت احمدیہ) کی شکل میں پیش آرہی ہے۔

❁ ایک اور پادری Rev. John Morrison (1856-1932) اپنی ایک کتاب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق تعارف میں لکھتے ہیں:

"Whatever its fate, a mere comet or a new planet in the Indian sky, it indicates the religious stirring of educated India in another province,"

(New Ideas in India During the Nineteenth Century page 203 by Rev. John Morrison M.A., D.D. George A. Morton, 42 George Street Edinburgh, 1906)

❁ ایک اور مشہور عیسائی سکالر John Nicol Faruqhar (1861-1931) نے ہندوستان کی جدید مذہبی تحریکوں کے ذکر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ جماعت احمدیہ کا تعارف 13 صفحات پر مشتمل درج کیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں:

"He was a most vehment opponent of Christianity...."

(Modern Religious Movements in India by J. N. Faruqhar page 146,147 The MacMillan Company New York 1915)

غرضیکہ اس طرح کے اور کئی حوالے ہیں جن میں عیسائی پادریوں نے انڈیا میں عیسائیت کا مقابلہ کرنے میں صرف دو مسلمان لیڈروں کا نام لیا ہے: سرسید احمد خان صاحب یا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔ سرسید احمد خان صاحب نے مسلمانوں کا تعلیمی معیار بلند کرنے کے لیے جو خدمات سرانجام دیں وہ قابل تحسین ہیں لیکن اسلام کی خدمت اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام بلند کرنے میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام جیسا نام تاریخ اسلام میں اور کہیں نہیں ملے گا۔

❁ ایک برطانوی افسر James Monro (1838-1920) (جنہوں نے بعد میں اپنی زندگی رنگھٹ صوبہ مغربی بنگال میں بطور مشنری گزاری) نے ایک مرتبہ چرچ کے ناقدین کے متعلق ایک مختصر مضمون لکھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی خاص طور پر ذکر کیا اور لکھا:

"The Mirza.... asks two questions which, I should think missionaries who are adherents of the Higher Criticism would find great difficulty in answering..... I am not often found in accord with the Mirza of Qadian, but I am bound to say that his questions put to critical missionaries are reasonable and call for a reply."

(The Missionary Review of the World, Vol: XVI, September 1903 page 698,699)

❁ گورداسپور میں متعینہ ایک عیسائی مشنری خاتون Miss Rosa T. Wilson اپنی ایک رپورٹ میں لکھتی ہے:

"In a village in our district there is a man known as the Mirza qadiani. ... He has a large following reaching thousands of educated well-to-do Mohammedans. .... He hopes, he says, to unite the three great religions of India in one, he being the head."

(Annual Report of the Board of Foreign Missions of the United Presbyterian Church of North America 1905, page 177 Patteson Printing House, 18 S. Third St. Philadelphia 1905)

Miss R. T. Wilson زنانہ مشن کی ایک اور رپورٹ میں لکھتی ہیں:

"The Mirza of Qadian, like Christ, came down from heaven and did great works."

(Annual Report of the Board of Fereign Missions of the United Presbyterian Church of North America 1912, page 179, Philadelphia 1912)

اسی مشن کی ایک اور رپورٹ میں حضرت اقدسؑ کا ذکر یوں درج ہے:

"..... and Grudaspur reports a thing most encouraging to those who have been interested in the false prophet Mirza, who has arisen among the Mohammedans of a village of that district, and drawn away thousands in the Punjab after him."

(Annual report of foreign missions of the United Presbyterian Church of North America 1907 page 148)

❁ گورداسپور میں ہی مقیم ایک پادری Rev. A. M. Laing اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں:

"a notable example was a visit from some adherents of the Mirza of Qadian, a village near Gurdaspur. They are called Mirzais and are among the most zealous and obdurate of our opponents. They came to see the missionary with a view to getting statements of belief which they could combat in their meetings, then in progress in Gurdaspur."

(Annual Report of the Board of Foreign Missions of the United Presbyterian Church of North America 1914, page 172)

❁ لدھیانہ میں مقیم ایک امریکن مشنری پروفیسر Dr. Hervey DeWitt Griswold (1860-1945) (جنہوں نے لدھیانہ اور لاہور میں 30 سال سے زائد عرصہ گزارا ہے) نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی مقبولیت دیکھ کر حضور علیہ السلام کے حالات لکھنے کا فیصلہ کیا اور 1902ء میں "Mirza Ghulam Ahmad, The Mehdi & Messiah of Qadian" کے عنوان سے 30 صفحاتی پیپر لکھا (جو مسوری ضلع ڈیرہ دون کانفرنس میں پڑھا گیا)، 1905ء میں پھر "The Messiah of Qadian" نامی پیپر لکھا جو اسی سال برطانیہ میں The Victoria Institute of Philosophical Society of Great Britain میں پڑھا گیا۔ یہ 18 صفحاتی مقالہ ہے جسے 1905ء میں Harrison and Sons نے لندن سے شائع کیا۔ ان دونوں مقالوں کو عیسائی حلقوں میں بہت پڑھا گیا۔ کئی مشنریز نے احمدیت اور بانی احمدیت کے حالات پر بات کرتے ہوئے انہی دو مقالوں کا حوالہ دیا ہے بلکہ پادری Weitbrecht نے عیسائی مشنریز کے لیے مختلف مذاہب کے متعلق تیاری کے سلسلے میں ایک کتابچہ A Bibliography for Missionary Students (1913) لکھا ہے جس میں اسلام کے تحت ڈاکٹر گرسولڈ کی مندرجہ بالا کتاب کو بھی رکھا ہے۔ (صفحہ 66) انہی ڈاکٹر گرسولڈ نے 1912ء میں The Moslem World میں The Ahmadiyya Movement مضمون لکھا۔ (Vol: II, No: 4, October 1912)

❁ ڈاکٹر گرس وولڈ کے مضامین کے تسلسل میں ہی YMCA سے وابستہ ایک امریکی مصنف Howrad Arnold Walter (1883-1918) نے 1916ء میں رسالہ The Moslem World میں The Ahmadiyya Movement Today کے عنوان سے مضمون لکھا اور اس مضمون کے دو سال بعد انہوں نے The Ahmadiyya Movement نامی کتاب لکھی جسے Oxford University Press نے 1918ء میں شائع کیا جس پر تبصرہ کرتے ہوئے پادری W. R. W. Gardner نے لکھا:

"In conclusion we strongly recommend *The Ahmadiyya Movement* .... It is to be specially hoped that the book will have a wide circulation among all who are interested in Christian missions to Moslems."

(The Muslim World, Vol:X, 1920 page 64)

گویا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی ذات اب عیسائی مشنریز کا ضروری نصاب ہوگئی تھی جس کا مطالعہ فیلڈ میں جانے سے پہلے ضروری تھا۔

1905ء میں وکٹوریہ انسٹی ٹیوٹ لندن میں Dr. Griswold کا مقالہ "The Messiah of Qadian" پڑھے جانے کے بعد ہونے والی گفتگو میں ایک نمائندہ Colonel Alves نے کہا:

"I think that when we entered this room most of us did not know who Qadian was or where it or he was."

(The Messiah of Qadian by Rev. H. D. Griswold page 13)

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار

ایک طرف قادیان اور مرزائے قادیان (علیہ السلام) کی صدائیں اکناف عالم میں گونج رہی تھیں اور دوسری طرف عیسائی مشنریز جہاں مسلمانوں کے بڑے بڑے تعلیمی مراکز کا دورہ کرتے تھے وہاں ''قادیان'' کی چھوٹی سی بستی بھی ان کا ہدف بن گئی اور معیاری سڑکیں اور مناسب ذرائع آمد و رفت نہ ہونے کے باوجود بڑے بڑے عیسائی مشنریز قادیان پہنچے۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ان پادریوں کی دور دراز سے قادیان آمد بھی آپؑ کی صداقت کا ایک نشان ہے۔

قادیان آنے والے بعض مشنریز اور مستشرقین کے نام

Theodore Leighton Pennell (1867-1912)

Howard Arnold Walter (1883-1918)

David Samuel Margoliouth (1858-1940)

Samuel Marinus Zwemer (1867-1952)

Kraemer Hendrik (1888-1965)

Professor John Clark Archer, Yale University , USA

ان کے علاوہ مسٹر ڈی ڈی ڈکسن (1901ء میں) امریکہ کے ایک سیاح مسٹر جارج ٹرنر اپنی لیڈی مس بارڈون اور ایک سکاچ مین مسٹر بانسر کے ہمراہ (اپریل 1908ء میں) مسٹر انڈریا ساڈچ قنصل (1930ء میں) جرمن سیاح Friedrich Wager Chemnitz (1930ء میں) مشہور امریکی رسالہ ''لائف'' کے نمائندہ مسٹر وبیس کرک لینڈ (1940ء میں)، ڈاکٹر گورڈن آف گورداسپور کا ایک اور یورپین کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ سے ملنے آنا (الفضل 23 دسمبر 1920ء صفحہ 1 کالم 1) جولائی 1938ء میں پادری مسٹر پریخا ایم اے (اسپین) اور مسٹر فرانس آف بیلجیئم۔ (الفضل 29 / جولائی 1938ء صفحہ 2) نے قادیان کا دورہ کیا۔ 1949ء میں United Presbyterian Church of America کا 19 خواتین اور 7 مردوں پر مشتمل ایک وفد عیسائی تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے لیے دو ماہ کے سفر پر ہندوستان آیا۔ اپنے اس سفر میں اس وفد نے قادیان کا دورہ بھی رکھا ہوا تھا چنانچہ اکتوبر 1949ء میں یہ وفد سات کاروں پر قادیان آیا۔ (بدر 16 اکتوبر 1949ء)

(باقی آئندہ)

بقیہ خطاب حضور انور برموقع جلسہ سالانہ یوکے 2014ء

.............از صفحہ نمبر 2

پھر مختلف کتب اور فولڈرز کے تراجم ہوئے ہیں اور اکّیس (21) زبانوں میں 104 کی تعداد میں یہ طبع کروائے گئے ہیں۔ اس وقت وکالت تصنیف کے تحت جو کتب اور فولڈرز زیر تیاری ہیں وہ 47 زبانوں میں 542 ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں بھی بڑا وسیع کام ہو رہا ہے۔

قرآن کریم اور اسلامی اصول کی فلاسفی کے تراجم پر تبصرے

قرآن کریم کے تراجم پر ایک دو تبصرے پیش کرتا ہوں۔

گنی کناکری کے منسٹر آف کمیونیکیشن اینڈ انفارمیشن نے قرآن کریم کے فرنچ ترجمے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اکثر اپنی تقریروں میں قرآن کے حوالہ جات پیش کرنے میں دقّت رہتی تھی لیکن جب سے آپ کا ترجمہ شدہ قرآن کریم ملا ہے مجھے بہت آسانی رہتی ہے۔ اس کا ترجمہ بہت واضح اور آسان فہم ہے۔

فرانس کے مذہبی امور کے وزیر کو جب فرنچ ترجمہ قرآن کریم پیش کیا گیا تو اس نے اس نسخے کی بہت تعریف کی اور کہا کہ نہ صرف اس کی جلد بڑی اچھی ہے بلکہ فرنچ میں ترجمہ اور لکھائی کے لحاظ سے دوسرے مسلمانوں کے جو نسخے موجود ہیں ان سے ایک نمایاں فرق ہے۔ نیز جتنا خوبصورت یہ ہے اس لحاظ سے قیمت بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ انہوں نے سوال کیا کہ اس کا ترجمہ کس نے کیا ہے؟ کیونکہ دوسرے مسلمان کی اکثریت تراجم والی کمپنیوں سے ترجمہ کرواتے ہیں۔ جب ان کو بتایا گیا کہ سارے کا سارا ترجمہ جماعت احمدیہ کی مختلف تراجم کرنے والی ٹیموں نے کیا ہے تو بے اختیار کہہ اٹھے کہ آپ لوگوں سے کوئی نہیں جیت سکتا۔

پھر تنزانیہ سے مبلغ ٹبورا بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا سواحیلی ترجمۃ القرآن پورے ملک میں کافی معروف ہے اور پسند کیا جاتا ہے۔ ایک عیسائی پادری ابراہیم زندا صاحب قرآن کریم کا سواحیلی ترجمہ خریدنے مشن ہاؤس آئے۔ موصوف نے دو سیٹ خریدے۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ اگر اسلام کو صحیح معنوں میں سمجھنا ہو تو اس ترجمۃ القرآن سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ انہوں نے کہا کہ حاشیے میں جو فُٹ نوٹس (footnotes) لکھے گئے ہیں اس سے ہر مسئلہ واضح ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر از جماعت مسلمان بزرگ بھی قرآن کریم خریدنے آئے اور کہنے لگے۔ مَیں تین سال سے اس کوشش میں تھا کہ مجھے آپ کا ترجمۃ القرآن مل جائے۔ مَیں بہت دور سے آیا ہوں۔ میں نے کہا کہ سواحیلی میں قرآن کریم کا ایک اور ترجمہ سنّیوں کا شائع کردہ بھی ہے۔ تو اس پر وہ بزرگ کہنے لگے کہ اس ترجمۃ القرآن میں کوئی کشش نہیں ہے۔ اصل ترجمہ تو یہ ہے جو جماعت احمدیہ نے کیا ہے اور مجھے بہت پسند ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں سے اسلامی اصول کی فلاسفی جو کتاب ہے اس پر بھی بعض تبصرے ہیں۔

آئیوری کوسٹ سے جِیَارَا مَدِیبُو (Diara Madiboo) صاحب بیان کرتے ہیں کہ آئیوری کوسٹ کی جماعت سان پیدرو (San Pedro) میں ایک نوجوان تبلیغی بک سٹال پر آئے اور کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی خریدی۔ چند دن بعد موصوف مشن ہاؤس تشریف لائے اور آ کر کہنے لگے۔ یہ کتاب مَیں نے ساری پڑھ لی ہے۔ تحریر لاجواب ہے اور کسی عام آدمی کی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کتاب مَیں نے اپنے ایک پروفیسر کو دکھائی تو انہوں نے مجھ سے مستعار لی اور پڑھ کر بہت متأثر ہوئے اور کہا کہ میں نے آج تک اس جیسی بے مثال اور پُرمعرفت کتاب نہیں دیکھی۔ اس کا لکھنے والا ضرور کوئی غیر معمولی آدمی اور ولی اللہ ہے۔

پھر آئیوری کوسٹ سے ہی مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ اَبُوْسَو (Aboisso) شہر میں جماعتی کتب کی نمائش کے دوران ایک صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی خریدی۔ اگلے روز انہوں نے فون کر کے بتایا کہ انہوں نے کتاب پڑھنی شروع کی ہے اور اس کو نہایت دلچسپ پایا ہے۔ پھر چند روز بعد دوبارہ فون کر کے بتایا کہ انہوں نے یہ کتاب مکمل کر لی ہے اور اس کے ذریعے اسلام کے حقیقی اور نہایت خوبصورت چہرے سے روشناس ہوئے ہیں۔ اس کتاب کے ذریعے انہیں اپنے مقصد پیدائش کی سمجھ آئی ہے اور اسلام کی اتنی خوبصورت ترجمانی انہیں اور کہیں نظر نہیں آتی۔

پھر مالی کے ریجن کُوْلی کورَو (Koulikoro) سے مبلغ لکھتے ہیں کہ ان کے ریجن میں ایک جج صاحب نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی خریدی تو بتایا کہ وہ بہت دیر سے یہ کتاب تلاش کر رہے تھے مگر انہیں یہ کہیں سے نہ ملتی تھی۔ مزید بتایا کہ وہ احمدی تو نہیں مگر جو باتیں اس کتاب میں بیان ہوئی ہیں وہی اصل اسلام ہے۔ زندگی میں انہوں نے ایسی عظیم کتاب نہیں دیکھی۔ اس کے بعد انہوں نے اس کتاب کے تین اور نسخے اپنے دوستوں کے لئے بھی خریدے۔ اس طرح اس کے بے شمار اور بھی واقعات ہیں۔

دوران سال طبع ہونے والی نئی کتب

دوران سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی زبان میں شائع کی گئی کتب میں مندرجہ ذیل کتب شامل ہیں۔

انجام آتھم، آئینہ کمالات اسلام، نور القرآن۔ اس کے علاوہ ای یَن ایڈمسن (Ian Adamson) کی انگریزی کتاب A man of God کا عربی ترجمہ بھی طبع کروایا گیا۔

انگریزی کتب میں براہین احمدیہ حصہ سوم شائع ہوا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء کتاب ہے۔ اس کے پہلے دو حصے انگریزی میں پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ اب یہ تیسرا حصہ شائع کیا گیا ہے۔ اور یہاں بک سٹال پر موجود بھی ہے۔ جو خریدنا چاہیں وہ لے سکتے ہیں۔

پھر امن کے بارے میں جو میرے مختلف لیکچر تھے ان کے مختلف تراجم ہوئے ہیں۔ کتابیں شائع کی گئی ہیں اور لوگ کافی پسند کرتے ہوئے خرید رہے ہیں۔

ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی کا انگریزی ترجمہ شائع کیا گیا۔

بچوں کے لئے انگریزی کتب امّ المومنین حضرت جویریہؓ، ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہؓ، حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شائع کی گئی ہیں۔

پھر بچوں کے لئے انگریزی زبان میں لجنہ اماء اللہ انگلستان نے کچھ اور کتابیں حضرت نوح علیہ السلام، حضرت رقیہ بنت رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صفیہ بنت حضرت عبدالمطلب۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بارے میں شائع کی ہیں۔

اور پھر اس کے علاوہ انہوں نے Responsibilities of Ahmadi Muslim Women بھی شائع کی ہے جو میرے مختلف لیکچر ہیں بلکہ شاید ایک ہی لیکچر ہے۔

اردو کتب میں ’’تأثرات خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی تقریبات 2008ء‘‘ بھی تحریک جدید نے شائع کروائی ہے۔ اسی طرح کتاب ’’تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد ہفتم‘‘ تیار کر کے چھپوائی گئی ہے۔

عائلی زندگی سے متعلق میرے مختلف خطابات شائع کئے گئے ہیں۔

رشین زبان میں جو کتب شائع ہوئی ہیں ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف پیغام صلح۔ Peace کے بارہ میں مختلف لیکچرز پر جو میری کتاب تھی وہ اور پھر اَور بھی بعض دوسرے لیکچر ہیں۔

ترکی زبان میں بھی لٹریچر شائع کیا گیا ہے۔ البانین زبان میں بھی نئی کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ بنگالی میں تبلیغی پاکٹ بک، دعوت الامیر، سبز اشتہار، دعائیہ خزائن وغیرہ کا ترجمہ بنگالی میں شائع کیا گیا۔

فرانسیسی میں جماعت ماریشس نے لجنہ اماء اللہ کی طرف سے شائع کردہ کتب ’’حضرت نوح‘‘ کا فرانسیسی ترجمہ شائع کروایا۔ برمی زبان میں پمفلٹ اور کتابیں شائع ہوئیں۔

جرمن زبان میں جماعت جرمنی کی طرف سے جو شائع کی گئیں ان میں ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی ہے۔ پھر کچھ میرے لیکچر ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی کتاب The Truth about The Alleged Punishment for Apostasy in Islam ہے۔

جاپانی زبان میں Life of Muhammad(sa) پھر World crisis and the pathway to peace جو میرے مختلف لیکچر ہیں وہ اور Some distinctive features of Islam، True love for the Holy Prophet یہ ساری چیزیں شائع کروائی گئیں۔

مقدونین زبان میں Life of Muhammad(sa)، گناہ سے نجات کس طرح ممکن ہے، پیغام صلح، Islam's Response to Contemporary Issues، An Elementary Study of Islam، Revival of religion، Islam my religion۔ اور نارویجیئن زبان میں World crisis and the pathway to peace اور Life of Muhammad (sa) شائع کروائی گئیں۔

سپینش زبان میں True Love for the Holy Prophet (sa) اور World crisis and the pathway to peace شائع کروایا گیا۔

سنہالی زبان میں سری لنکا جماعت نے True love for the Holy Prophet(sa) شائع کروایا۔ سواحیلی میں مختلف لیکچرز شائع کروائے گئے۔ تامل زبان میں کچھ لیکچر شائع کروائے گئے۔ چینی زبان میں The Ahmadiyya Muslim Community's Objective، contribution to the world Needs of Human Life کے عنوان سے ایک کتاب شائع کرائی گئی۔

پھر نظارت اشاعت کی طرف سے شائع ہونے والی کتابیں شرح بخاری جلد ہشتم (عربی، اردو)، مواہب الرحمٰن مع اردو ترجمہ، مکتوبات احمد جلد سوم اردو، حیات احمد جلد اول دوم سوم، فرمودات حضرت مصلح موعود (فقہی مسائل)، خطابات نور، تاریخ افکار اسلامی، اتمام الحجہ مع اردو ترجمہ، اعجاز المسیح مع ترجمہ، میرے خطبات کا مجموعہ بھی انہوں نے شائع کیا ہے۔

فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے جو نئی کتب ہیں ان میں انوار العلوم کی جلد نمبر 24 جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے 54-1953ء کے واقعات ہیں۔ اس کے علاوہ خطبات محمود کی جلد نمبر 26 تا جلد نمبر 30 جو 1945ء سے 1949ء تک کے خطبات ہیں جو طبع کروائے گئے۔

نور فاؤنڈیشن کی طرف سے صحیح مسلم مع اردو ترجمہ کی جلد نمبر 14 اور 15 طبع کروائی گئیں۔

طاہر فاؤنڈیشن کی طرف سے جو نئی کتب ہیں وہ خطبات طاہر کی جلد نمبر 11 (1992ء کے خطبات) اور جلد نمبر 12 (1993ء) اور کچھ خطبات جلسہ سالانہ کے خطبات پر مشتمل ہیں۔

نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ کی طرف سے بھی عملی اصلاح کے لئے بعض خطبات شائع کروائے گئے۔

لندن میں بین الاقوامی ریلیجس کانفرنس کا انعقاد ہوا تھا جو یوکے نے سو سال مکمل ہونے پر گزشتہ سال گلڈ ہال میں کی تھی، اس پر جو میرا ایک لیکچر تھا اس کو بھی اور باقی لیکچروں کو بھی کتابی صورت میں انہوں نے شائع کیا۔ یہ بک سٹال پر موجود ہے۔

دنیا بھر میں لٹریچر کی اشاعت کے کوائف

ایڈیشنل وکالت اشاعت کی اس سال کی رپورٹ یہ ہے کہ مختلف زبانوں میں اسلام اور احمدیت کی حقیقی تعلیم پر مشتمل پیغام کتب، پمفلٹس، فولڈرز وغیرہ کی اشاعت کے ذریعہ عام کیا گیا۔ چنانچہ اس سال 83 ممالک سے موصولہ رپورٹ کے مطابق 43 زبانوں میں 665 مختلف کتب، پمفلٹس اور فولڈرز وغیرہ شائع ہوئے جن کی مجموعی تعداد اکسٹھ لاکھ باون ہزار بنتی ہے۔

دنیا بھر میں شائع ہونے والے جماعتی اخبارات و رسائل بھی اب کافی تعداد میں ہوتے ہیں۔ اس وقت دنیا بھر میں 28 زبانوں میں 143 جماعتی اخبارات و جرائد شائع ہو رہے ہیں۔

.... (باقی آئندہ)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ خطاب حضور انور برموقع پیس سمپوزیم 2014ء

..................................از صفحہ نمبر 20

نیز حضور انور نے طاقت کے بل بوتے پر اسلام کی اشاعت ہونے کے نظریہ کی تردید کی۔

اس کے بعد موصوف نے سوال کیا کہ ISIS اور اس طرح کے دیگر انتہا پسند گروپ جو اسلام کے نام پر ظلم کرتے ہیں ان کے متعلق تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات سے ہٹے ہوئے ہیں اور جان بوجھ کر اسلامی تعلیمات کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن ہمارے ان غیر مسلم بھائیوں اور بہنوں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جو اسلام کی ان خوبصورت تعلیمات سے آگاہ نہیں ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: جماعت احمدیہ کا یہی مشن ہے کہ اسلام کے حقیقی پیغام کو پھیلایا جائے۔ آپ کے آباء واجداد مسلمان نہ تھے لیکن انہوں نے تبلیغ کے ذریعہ ہی اسلام قبول کیا۔ پس اسی طرح ہم بھی اسلام کا حقیقی پیغام پھیلا رہے ہیں۔ ہم انشاء اللہ العزیز اپنے اس مشن کو جاری رکھیں گے اور ضرور ایک دن ایسا آئے گا جب ساری دنیا ایک ہی جھنڈے تلے جمع ہوگی اور محبت اور امن کی بات کر رہی ہوگی۔

☆......**بعد ازاں یوکے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون صحافی Lynda Bowyer نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کو سراہتے ہوئے حضور انور کا شکریہ ادا کیا۔**

اس کے بعد موصوفہ نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ISIS جیسے بعض گمراہ گروپس اسلام کا نام بدنام کر رہے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم حکومتی سطح پر یا باقاعدہ طور پر بعض تنظیموں اور اداروں کے ذریعہ لوگوں میں آگاہی پیدا کرنے کا کوئی مؤثر پروگرام بناسکیں؟ اس پروگرام کا تعلق صرف اماموں اور مدرسوں سے نہ ہو بلکہ انتہائی بنیادی سطح پر جیسے سکولوں وغیرہ میں بچوں کو educate کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ اصل میں 'اسلام' کیا ہے؟ اس حوالہ سے آپ کی کیا رائے ہے؟ اور کیا جماعت احمدیہ اس قسم کے پروگرام کا حصہ بن سکتی ہے؟ اگر بن سکتی ہے تو کس حد تک بن سکتی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دیکھیں۔ ہم تو یہ کام پہلے ہی کر رہے ہیں۔ افریقہ میں کام کر رہے ہیں۔ وہاں سکول چلا رہے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ ہمارے سکولوں میں صرف اسلام کے بارے میں ہی تعلیم نہیں دی جاتی بلکہ وہاں پر بائبل بھی پڑھائی جاتی ہے۔ اس حوالہ سے ہم آزاد خیال ہیں۔ ہم غیر مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم بھی دیتے ہیں تاکہ لوگ مذہب کی حقیقی تعلیم کو جان سکیں۔ پس جس حد تک ممکن ہے ہم کر رہے ہیں۔ اسی طرح یہاں پر اگر آپ ہماری جماعت کے نوجوانوں کو دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے ہماری نوجوان نسل کو کبھی بھی شدت پسند نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ ہم شروع سے ہی انہیں ان کے حقیقی مذہب کے بارے میں بتاتے ہیں۔ انہیں بتایا جاتا ہے کہ ان کے فرائض کیا ہیں؟ ان کو سکھایا جاتا ہے کہ حقوق اللہ کیا ہیں اور حقوق العباد کیا ہیں؟ جب انہیں ان ساری باتوں کا احساس ہو جاتا ہے تو کبھی بھی انتہا پسند نہیں بن پاتے۔ پس ہم تو اپنے محدود ذرائع کے اندر رہتے ہوئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں بلکہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ دوسرے لوگ بھی ہماری ان کوششوں کا حصہ بنیں۔

اس پر موصوفہ نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی ان کوششوں سے تو مَیں واقف ہوں لیکن کیا اس حوالہ سے بڑے پیمانہ پر بھی کام ہوسکتا ہے جہاں ہم دوسرے مذاہب کو بھی مؤثر رنگ میں ان کوششوں کا حصہ بناسکیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:

یہی تو میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ ہم اپنی کوشش کر رہے ہیں۔ ابھی اسی سال فروری میں ہم نے 'بین المذاہب' کانفرنس کا انعقاد کیا تھا جس کا موضوع 'اکیسویں صدی میں خدا کا تصور' تھا۔ اس میں یہودی علماء، عیسائی پادری، ہندو سکالرز، اور بعض دیگر مذاہب کے علماء اور بعض سیاستدانوں نے تقاریر کیں اور میں نے خود بھی تقریر کی تھی۔ اس کانفرنس میں تمام پڑھے لکھے اور عالم لوگ شامل ہوئے تھے۔ پس ہم اس پیغام کو عام کرنے کی اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن کیا آپ کو پتہ ہے کہ برطانیہ میں احمدی مسلمانوں کی تعداد صرف تیس ہزار ہے جبکہ باقی مسلمان دو ملین یا اس سے بھی زیادہ ہیں؟ پس امن کے قیام کے حوالہ سے جو کوششیں ہم کر رہے ہیں وہ دو تین ملین مسلمانوں کی کوششوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ پس ہم تو کوششیں کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

© MAKHZAN-E-TASAWEER

☆......**اس کے بعد ایک انگریز مہمان نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ حضور انور نے آج کی تقریر میں اسلامی جنگوں کی بات کی ہے۔ اگر یہ جنگیں دفاعی تھیں تو مسلمانوں کی حکومت ایک طرف سپین اور دوسری طرف انڈیا تک کیسے پہنچ گئی؟ اس میں تضاد لگ رہا ہے۔ کیا آپ اس حوالہ سے کچھ بتا سکتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں نے اپنی تقریر میں انڈیا کے جنوبی حصہ کا ذکر کیا ہے، اس میں سندھ کا ذکر نہیں کیا۔ انڈیا میں اسلام سب سے پہلے جنوبی علاقہ کی طرف سے داخل ہوا اور اس کے بہت عرصہ بعد محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کیا تھا۔ یہ دونوں باتیں الگ الگ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس کے علاوہ مَیں نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا تھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور اسلام کی پہلی صدی میں جو جنگیں لڑی گئیں وہ ممالک پر قبضہ کرنے کیلئے نہیں لڑی گئیں تھیں بلکہ وہ جنگیں صرف اس لئے ہوئیں کہ دوسری قوموں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کوشش کی اور اس کے جواب میں مسلمانوں کو جنگ لڑنا پڑی۔

☆......**اس کے بعد لندن ٹی وی کی نمائندہ صحافی Juliet نے سوال کیا کہ بعض مسلمان کہتے ہیں کہ Poppy Appeal غیر اسلامی ہے لیکن احمدی مسلمان تو poppy appeal کو سپورٹ کرتے ہیں۔ احمدی مسلمانوں اور دیگر مسلمانوں کی سوچ میں یہ فرق کیوں ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: دوسرے مسلمانوں کا تو ہمیں پتہ نہیں۔ ہمیں تو صرف اپنا پتہ ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس وقت ہم ہی وہ مسلمان ہیں جو حقیقی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وطن سے محبت مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ پس اگر برطانیہ ہمارا ملک ہے اور ہم یہاں سے ہر قسم کے فوائد حاصل کرتے ہیں تو پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم اس ملک سے پیار کریں۔ پس اگر آپ اپنے ملک سے پیار کرتے ہیں تو پھر poppy appeal ہو یا اس طرح کی کوئی اور چیز ہو اس کا حصہ بننا ہوگا۔

اسی صحافی خاتون نے مزید سوال کیا کہ بعض پڑھے لکھے نوجوان بھی جہاد کی فلاسفی میں آسانی سے پھنس جاتے ہیں؟ ایسے نوجوانوں کو برطانیہ اور دیگر ممالک میں کیسے روکا جائے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ لوگ مایوسی کا شکار ہیں۔ ان میں سے بعض پڑھے لکھے تو ہیں لیکن انہیں نوکریاں نہیں مل رہیں۔ ابھی حال ہی میں خبروں میں آیا تھا کہ یوکے میں بے روزگاری کی شرح میں کچھ کمی واقع ہوئی ہے لیکن اس کا سب سے کم فائدہ نوجوانوں کو ہوا ہے۔ پس اگر تعلیم ہونے کے باوجود انہیں نوکریاں نہیں مل رہیں تو وہ مایوسی کا شکار ہونے لگ جاتے ہیں اور اسی حال میں جب وہ مولویوں کے پاس جاتے ہیں تو مولوی اُن سے کہتے ہیں کہ اگر آپ ISIS میں شامل ہو جاؤ تو تمہیں 7 ہزار ڈالرز یا اتنی رقم یکمشت ملے گی جبکہ اتنی رقم ہر ہفتہ یا ہر مہینہ ملے گی۔ تو نوجوانوں کے لئے نوکریاں پیدا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مَیں خود ایک ایسے نوجوان کو جانتا ہوں جو کہ احمدی نہیں ہے اور اُس نے کیمسٹری میں پی۔ ایچ۔ ڈی کر رکھی ہے لیکن اس کو مناسب نوکری نہیں مل رہی اور بس ڈرائیور کی نوکری کر رہا ہے۔ یعنی کیمسٹری میں پی ایچ ڈی کرنے کے بعد بھی وہ اپنی قابلیت ضائع کر رہا ہے۔ اور یہی چیزیں مایوسی کا باعث بنتی ہیں اور پھر مایوسی ان کو اس قسم کے گھناؤنے کاموں پر مجبور کرتی ہے۔

☆......**اس کے بعد خاتون صحافی ڈاکٹر Erica Hugg جو کہ لندن کے مشہور اخبار Asian News کی نمائندہ تھیں انہوں نے پوچھا کہ اس دنیا میں امن اور ہم آہنگی کے قیام میں عورت کا کیا کردار ہوسکتا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: اصل کردار تو ہے ہی عورت کا نہ کہ مرد کا۔ کیونکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عورت اپنے بچوں کی اس طرز پر تربیت کرتی ہے کہ وہ معاشرہ کا، قوم کا، ملک کا اور اپنے مذہب کا مفید وجود بن جائیں تو وہ عورت دراصل جنت میں ایک گھر بنا لیتی ہے۔

موصوفہ نے کہا کہ آپ کا لندن اور Midlands میں موجود ایشین لوگوں کیلئے کیا پیغام ہوگا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: میرا پیغام وہی ہے جو میں نے اپنی تقریر کے آخر میں کہا ہے کہ لوگ اپنے خالق کو پہچانیں۔ اور مسلمانوں کو یہ بات بالخصوص یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن کریم کی پہلی سورۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اگر آپ کا اس آیت پر ایمان ہے تو پھر آپ کبھی بھی دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اردو میڈیا کے نمائندگان کے ساتھ پریس کانفرنس

اس کے بعد اردو میڈیا سے تعلق رکھنے والے نمائندگان کے ساتھ پریس کانفرنس کا پروگرام شروع ہوا جس میں متعدد اخبارات و رسائل کے نمائندگان صحافی اور ممبر آف یورپین پارلیمنٹ امجد بشیر صاحب شامل ہوئے۔

☆......**ایک صحافی نے سوال کیا کہ** اس دفعہ آپ نے ISIS کے بارہ میں بہت زور دیا ہے۔ اس کی کوئی خاص وجہ؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس لئے کہ یہاں کے لوگ جاننا چاہتے ہیں کہ ISIS کے بارہ میں اسلام کیا کہتا ہے؟ میں نے انہیں بتایا ہے کہ اس حوالہ سے قرآن کیا کہتا ہے۔ اور اگر ISIS اس کے خلاف کر رہی ہے تو وہ اسلام نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:

کچھ میڈیا نے یہ معاملہ اُٹھایا ہوا تھا اور کچھ ISIS نے خود بھی باتیں کیں کہ ہمارے یہ پروگرام ہیں۔ پس مَیں نے تو یہی بتانا تھا کہ اصل اسلام کی تعلیم کیا ہے۔ میں نے ابھی چند پہلو بتائے ہیں ورنہ قرآن کریم تو ایسی باتوں سے بھرا پڑا ہے جہاں امن وسلامتی، پیار اور محبت کا ذکر ہے۔

☆......**اسی صحافی نے پوچھا کہ** ISIS اب عراق اور شام سے نکل کر پاکستان بھی پہنچ گئے ہیں اس بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پاکستانیوں کا تو یہ حال ہے کہ جس کی لاٹھی اُس کی بھینس۔ جہاں دیکھتے ہیں کہ زور ہے وہاں ساتھ ہو جاتے ہیں۔ پاکستان میں ISIS آ تو گئی ہے لیکن ابھی تک صرف لاہور کے ایک علاقے کی خبر آئی تھی کہ وہاں ISIS پہنچی ہے۔ مگر طالبان اور القاعدہ کی طرف سے پہلے بیان آیا تھا کہ وہ انہیں join کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے بعد ان کے کسی اور لیڈر کا بیان آیا کہ ہم تو ان کے خلاف ہیں، ہم ان کے ساتھ نہیں مل سکتے۔ ہم تو 'مُلّا عمر' کے مرید ہیں یا اس کی پارٹی کے ہیں۔ تو دیکھنے والی بات یہ ہے کہ وہ کس حد

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

تک ISIS کے ساتھ sincere ہیں؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:
باقی یہ بھی مَیں نے کہہ دیا ہے کہ جس تیزی سے یہ بڑھ رہی ہے اُسی تیزی سے اُس نے پیچھے بھی ہٹنا ہے بشرطیکہ حکومتیں بھی انصاف پسند ہو جائیں۔ اور جو مسلمان حکومتیں ہیں وہ بھی انصاف پسند ہوں۔ اور جو ان کے مددگار ہیں وہ بھی اس چیز کو realize کر لیں کہ یہ صرف مسلمان ملکوں میں نہیں رہے گی بلکہ اس نے ان کے ہاں بھی پہنچنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
اب آسٹریلیا والوں نے بھی وہاں بڑی alarming صورتحال کا اعلان کر دیا ہے۔ تو آپ ٹھیک کہتے ہیں کہ یہ پھیل رہی ہے۔ پاکستان، آسٹریلیا اور انڈونیشیا اور پتا نہیں far east میں کہاں کہاں تک چلی گئی ہے؟۔ لیکن اس کے نام کا ہوا جو بیٹھ گیا ہے وہ اسی کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ باقی ان کی طاقت اتنی زیادہ نہیں ہے۔ طاقت وہیں اسی جگہ contained ہے جو عراق اور Syria کا علاقہ ہے۔

☆...... **نمائندہ نے کہا کہ** مسئلہ یہ نہیں کہ ISIS پاکستان میں ہے یا نہیں ہے لیکن مسئلہ صرف یہ ہے کہ اب تک امریکہ نے یا رشیا نے یا دیگر بڑی طاقتوں نے کوئی ایسا قدم عملی طور پر نہیں اٹھایا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
انہیں کی پیداوار ہے۔ انہوں نے کیا قدم اٹھانا تھا؟ میں نے یہی تو اشارہ کیا تھا کہ انہی کی پیداوار ہے۔ کل امریکہ نے کہا ہے کہ پہلے 1500 فوجی بھیجے تھے، اب ہم 1500 فوجی دوبارہ بھیج رہے ہیں۔ وہ تو یہی خبریں شائع کر رہے ہیں۔

☆...... **نمائندہ نے کہا کہ** اب ہمارے چار Militants ہوتے ہیں اور ڈرون attack کر کے چاروں کو مار دیتے ہیں۔ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ کہاں کہاں موجود ہیں۔ لیکن ISIS پر ابھی تک ایک ڈرون حملہ بھی نہیں ہوا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
یہی تو مَیں کہہ رہا ہوں۔ ان کے پاس ایسے ایسے sophisticated اور precision والے ہتھیار آ چکے ہیں کہ target کر کے جہاں مارنا چاہیں مار دیں۔ لیکن وہ مارنا ہی نہیں چاہتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ تھوڑی سی disturbance بھی رہے تا کہ ہمارا کاروبار بھی چلتا رہے۔ ہماری اسلحہ کی انڈسٹری بھی چلتی رہے اور مسلمان ملکوں کی ترقی بھی نہ ہو۔

☆...... **اس کے بعد ایک نمائندہ صحافی نے سوال کیا کہ** آپ نے بتایا ہے کہ ISIS کے پیچھے بھی کسی کا ہاتھ ہے۔ اس بارے میں ہمیں interfaith والوں کے فون آتے ہیں کہ آپ ISIS کے اوپر کوئی بات کریں۔ تو ہم یہاں کی آبادی میں اس پیغام کو کس طرح propogate کر سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہی ذمہ داری تو میں نے ڈالی ہے۔ میں نے تبھی لوگوں سے کہا ہے کہ تمہارا کام ہے کہ خود بھی کرو اور اپنی حکومتوں کو اور politicians کو pressurize کرو اور influential لوگوں سے کہا ہے کہ تم لوگوں کا کام ہے کہ اپنے اپنے علاقے میں اس پیغام کو پھیلاؤ تو پھر ISIS کا اختتام تیس یا سو سال کی بات نہیں رہے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
ایک بات اور بتا دوں کہ جب تک مسلمانوں میں unity پیدا نہیں ہو گی غیر مسلم طاقتیں انہیں کبھی بھی ترقی نہیں کرنے دیں گی اور یہی ان کا plan ہے۔ لبنان ترقی کر رہا تھا تو تباہ کر دیا۔ لبنان کا شہر 'بیروت' پیرس بن رہا تھا لیکن تین سال میں کھنڈر بنا دیا۔ اسی طرح عراق کے شہر بغداد کے بارے میں بھی کہتے تھے کہ وہ بھی یورپ کا کوئی شہر بن رہا ہے۔ لیکن سال کے اندر اندر اس کو اڑا کے رکھ دیا۔ لیبیا میں کیا ہوا؟ اب وہاں پر کوئی حکومت ہی نہیں ہے۔ تو یہ اگر مسلمان مل کر کوشش کریں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔

☆...... **اس کے بعد یورپین پارلیمنٹ کے ممبر (MEP) امجد بشیر صاحب** نے کہا کہ اس ملک کی ترقی میں ہمارے پاکستانیوں اور مسلمانوں کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔ ہمارے آباء نے بڑی محنت کی اور بارہ بارہ گھنٹے کام کیا۔ اس کی وجہ سے ہمارا بڑا وقار تھا۔ ٹھیک ہے ہمیں بھی فوائد ملے لیکن ہم نے بھی contribution کی ہے۔ لیکن اس وقت ہم پر دو الزام لگ رہے ہیں۔ ایک extremism کا اور دوسرا 'چائلڈ سیکس گرومنگ' کا۔ میرا سوال ہے کہ ہم کیسے ان الزامات کو ردّ کریں۔ اپنا وقار بڑھائیں اور اپنے نوجوانوں کو اچھے راستے پر لے کے آئیں؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب آپ یہاں آئے تھے تو آپ کے ساتھ خود غرض مُلّاں نہیں آیا تھا۔ آپ کے والدین آئے تھے۔ وہ محنت کرنے آئے تھے بلکہ حکومت کی طرف سے

انہیں لایا گیا تھا۔ اس وقت حکومت کو انڈسٹری میں ان کی ضرورت تھی۔ انہوں نے محنت کی، سب کچھ کیا لیکن محنت میں اتنے involve ہو گئے کہ اپنے بچوں کو دنیاوی تعلیم تو دے دی لیکن دوسری تعلیم نہیں دے سکے جو دین کی تعلیم تھی۔ پھر جب احساس ہوا کہ ہم نے دینی تعلیم دینی ہے پھر vested interest والے مُلّا کو import کیا گیا جس نے آ کر مسجد کے نام پر اسلام کی غلط تعلیم پیش کرنی شروع کر دی۔ ایک دوسرے کو فرقہ بازی کی تعلیم دینی شروع کر دی۔ وہیں سے تو یہ radicalization شروع ہو گئی تھی۔ یہ سب آج سے تیس چالیس سال پہلے سے شروع ہو چکا تھا اور آج اس کی انتہا ہو گئی ہے۔ جب مُلّاں نے اپنا کردار ادا کیا اور لوگ پڑھ لکھ بھی گئے تو ان میں frustration پیدا ہوئی۔ اس لئے کہ ان کو صحیح طرح jobs نہیں مل رہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:
اب پچھلے دنوں خبر آئی تھی کہ یوکے میں unemployment rate میں کافی کمی پیدا ہوئی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ جو unemployment rate میں کمی آئی ہے اس میں سب سے کم فائدہ youth کو ہوا ہے۔ وہ frustrated لوگ جو پڑھے لکھے ہیں انہوں نے پھر کہیں تو جانا تھا؟ جب ان کو القاعدہ اور دوسری جگہوں سے ایک وقت میں چھ چھ ہزار ڈالر مل جاتے ہیں اور پھر ماہوار بھی ملتے رہتے ہیں تو وہاں چلے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:
آپ یورپی یونین میں ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ recently آپ کی یونین میں ہی پارلیمنٹ میں ایک انٹیلی جنس کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس میں انہوں نے یہی کہا ہے کہ 'وہابیت' کے فروغ کے لئے اسلامک گروپس کی طرف سے ملینز آف ڈالر خرچ کئے جا رہے ہیں یا شیعوں کو مارنے کے لئے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ تو ہم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پر اور فسادوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اب سعودی عرب میں پچھلے دنوں شیعوں کو مار دیا۔ وہاں ایک چینل چلتا ہے جو شیعوں کے خلاف کچھ نہ کچھ بولتا رہتا ہے اور اس کی وجہ سے بھی لوگ radicalized ہوتے ہیں۔ تو وہاں کے منسٹر آف کلچر کو کچھ عقل آئی اور اس نے یہ چینل بند کر دیا۔ لیکن اگلے ہی دن بادشاہ نے اس منسٹر کو sack کر دیا اور چینل دوبارہ شروع ہو گیا۔ تو ہم خود مسلمان ہی اس کی وجہ بن رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
مَیں نے یہ اس لئے کہا ہے کہ آپ جب تک خود نہیں بدلتے، کچھ نہیں ہو سکتا۔ کوئی سال ڈیڑھ سال کی بات ہے کہ امریکہ نے پاکستان کو ساٹھ ملین ڈالرز کی امداد دینی تھی جو سعودی عرب کے ذریعے دی گئی۔ سعودی عرب کے ذریعہ کیوں دی؟ اس لئے کہ تم نے جو شیعوں کے خلاف فساد پیدا کرنا ہے یا کسی گروپ کے خلاف فساد پیدا کرنا ہے وہ کرو تا کہ ہم ڈائریکٹ involved نہ ہوں۔ تو ہم مسلمان جب تک خود اپنی اہمیت کو realize نہیں کریں گے اس وقت تک یہی کچھ ہوتا رہے گا۔ اس لئے ہمیں ایک ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
انگلش پریس کانفرنس میں کسی نے پوچھا تھا تو میں نے اسے یہی کہا تھا کہ جب مسلمان ایک ہو جائیں گے، ایک طاقت بن جائیں گے تو نہ امریکہ کی طاقت ہمارے مقابلے میں کچھ کہہ سکتی ہے نہ کوئی اور ویسٹرن طاقت رہ سکتی ہے۔ پس اگر مسلمان ایک ہو جائیں تو نہ آپ کو یہ شکوہ ہو گا کہ ہم نے اِن کو کیا دیا اور انہوں نے ہمیں کیا دیا؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
آپ نے ان کے لئے محنت کی تو انہوں نے آپ کو تعلیم دے دی۔ ایک عام فیملی کا بچہ جو پاکستان یا انڈیا سے یہاں آیا تھا وہ اگر وہاں ہی رہتا تو اس کا بچہ زیادہ سے زیادہ میٹرک پاس ہوتا۔ یہاں آ کر اس نے پی ایچ ڈی بھی کر لی، اس نے ایم بی بی ایس کر لیا، مزید specialization کر کے consultant بن گیا۔ کوئی انجنیئر بن گیا تو کوئی scientist بن گیا۔ انہوں نے آپ کو تعلیم تو دی لیکن یہاں بھی saturation کی ایک حد ہے۔ اور جب 2008ء کے بعد دنیا میں crisis آیا۔ اس کے بعد سے دیکھ لیں یہ سارا زوال شروع ہو گیا۔ جب ان تعلیم یافتہ لوگوں کی کھپت نہیں ہو سکی تو یہی frustrated لوگ تھے جن کو مُلّاں نے گھیر لیا۔ انہوں نے کہا چلو ان کو قابو کرو۔ تو بہت سارے فیکٹرز اس میں involve ہو گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
مذہب سکھانے کے لئے مسجدوں کا اجراء کیا۔ مذہب کیا آنا تھا ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے والا بنا دیا۔ تو ہمیں یہ سوچنا چاہئے، غور کرنا چاہئے، ہمارے اندر کہاں کہاں غلطیاں ہیں؟ اپنی غلطیوں پہ نظر رکھیں۔

☆...... **اس کے بعد ایک نمائندہ نے کہا کہ** آپ کی speech بہت اچھی تھی۔ لیکن برطانیہ کے اندر جو مسلمان طبقہ موجود ہے اس حوالہ سے مَیں بات کر رہا ہوں کہ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ جو کمیونٹیز کے اندر سے radicalization کے خلاف آوازیں اٹھ رہی ہیں وہ اس سیمینار کی صورت میں ہوں یا کسی اور پروگرام کی صورت میں ہوں؟ کیا main stream Britian ان باتوں کو نوٹ کر رہا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
یہ آوازیں ہر ایک حلقے میں اٹھنی چاہئیں۔ جو یہاں 2.3 ملین مسلمان ہیں اُن تک یہ آواز پہنچنی چاہئے۔ آپ لوگوں کو بھی اپنے اپنے حلقے میں یہ آواز اٹھانی چاہئے۔ اس قسم کے functions آرگنائز کرنے چاہئیں۔ مجھے دیکھ لیں، مَیں اب آپ کی ایسٹ لندن کی مسجد میں جا کر تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مَیں تو اپنی مسجد میں ہی کہہ سکتا ہوں۔ پانچ سات ہزار یا آٹھ ہزار آدمی جو میرے پیچھے جمعہ پڑھنے آتے ہیں یا جو سنتے ہیں انہی سے کہہ سکتا ہوں۔ تو اگر آپ اپنی مسجد کے منبر پر یہ پابندی لگا دیں کہ اس منبر کے ذریعہ ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرنے کے بجائے صحیح اسلامی تعلیم دینی ہے۔ اب دیکھیں میں نے قرآن شریف کی آٹھ دس آیتوں کے حوالے سے ہی بتایا۔ یہ صرف آٹھ دس آیتیں تو نہیں جو امن اور سلامتی کا پیغام دیتی ہیں یا جنگوں کے طریقے بتاتی ہیں؟ یہ تو بیشمار ہیں۔ تو ان لوگوں کو بتائیں کہ اصل اسلامی تعلیم یہ ہے۔

جب اتنی مسجدیں بن چکی ہیں اور لوگوں کا مسجدوں کی طرف جانے کا رجحان بھی زیادہ ہو گیا ہے تو آپ مولویوں سے یا جو سکالرز وہاں تقریریں کرتے ہیں ان سے جب یہ کہیں گے کہ تم نے امن اور سلامتی کی باتیں کرنی ہیں نہ کہ غلط قسم کے جہاد کی باتیں۔ تو خود ہی اِن لوگوں کے برین واش ہوتے رہیں گے اور جو انہیں غلط طریقے سے قائل کیا جا رہا ہے وہ ختم ہو جائے گا۔

☆...... **ایک صحافی نے سوال کیا کہ کیا** آپ کو آنے والے دنوں میں برطانیہ میں موجود idealogical divide یا polarization کم ہوتی دکھائی دے رہی ہے یا بڑھتی نظر آ رہی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بڑھتی جائے گی۔ یہ کم کس طرح ہونی ہے؟ آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ یہ تو بڑھ رہی ہے اور جس طرح میں نے بہت سارے فیکٹرز کا ذکر کیا ہے کہ نوجوانوں کو تعلیم کے باوجود جاب نہیں مل رہی۔ ابھی میں ایک مثال دے رہا تھا کہ میں ایک مصری لڑکے کو جانتا ہوں جس نے کیمسٹری میں پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے۔ اب جس نے پی ایچ ڈی کی ہے اس کی تو یہی خواہش ہو گی کہ میری تعلیم یا میرے status کے مطابق مجھے جاب ملے یا میں ریسرچ میں جاؤں۔ لیکن اسے کچھ نہیں ملا اور بالآخر وہ omnibus بس چلا رہا ہے۔ تو اس کے بچے یہی کہیں گے کہ ہمارے باپ نے پی۔ ایچ۔ ڈی کر کے کیا کر لیا جو ہم پڑھیں؟ بہتر ہے کہ کچھ اور ہی کرتے ہیں۔ اگر جان کی بازی لگ گئی تو ٹھیک ہے۔ ورنہ کم از کم ہر ماہ ڈالرز تو ملیں گے۔

پھر موصوف نے کہا کہ: آپ کی تقریر بہت شاندار تھی۔ آجکل سوشل میڈیا بہت طاقتور ہے۔ اس کے ذریعہ اس پیغام کو پھیلانا چاہئے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
یہ تو politicians کے ہاتھ میں ہے۔ میں تو politician نہیں ہوں۔ لیکن آپ تو politician ہیں اور آپ کے پاس طاقت بھی ہے تو آپ کم از کم Wales کے علاقہ میں یا اپنی constituencey میں ہی اس پیغام کو پھیلائیں۔ اسی لئے آج میں نے کہا ہے کہ ہر ایک عام آدمی جو اس ملک میں رہتا ہے اس کی بھی ذمہ داری ہے چاہے وہ انگریز ہے یا پاکستانی؟ آپ اس ملک میں رہتے ہیں، یہاں کی شہریت لی ہوئی ہے، یہاں کا پاسپورٹ لیا ہوا ہے۔ اس طرح اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے پاکستانی پاسپورٹ نہیں لیا یا جن مسلمان ملکوں سے آئے ہوئے ہیں وہاں کے پاسپورٹ نہیں لئے ہوئے اور صرف برٹش نیشنل ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ وطن کی محبت تمہارے ایمان کا حصہ ہے۔ کون سے وطن کی محبت؟ صرف اس وطن کی محبت جہاں تمہارا اپنا دین ہو یا جہاں آپ رہتے ہو؟ اس کو differentiate تو نہیں کیا گیا۔ تو پھر وطن کی محبت کا تقاضا ہے کہ جو لوگ یہاں آ رہے ہیں اور فائدہ اُٹھا رہے ہیں وہ یا تو فائدہ نہ اٹھائیں۔ اگر فائدہ اٹھا رہے ہیں تو پھر اس ملک کا جو حق ہے وہ بھی ادا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
دیکھیں! ہم تو ساری دنیا میں پیغام پہنچا رہے ہیں۔ ہمارے پاس جو میڈیا ہے، جو انٹرنیٹ ہے یا ہمارا ایم ٹی اے چینل ہے اس کے ذریعے سے پیغام پہنچا رہے ہیں۔ یا اب باہر کے میڈیا میں بھی ہمیں exposure ملنا شروع ہو گیا ہے۔ یہاں یوکے میں جماعت کو قائم ہوئے سو سال ہو گئے ہیں۔ لیکن پہلے کبھی 'بی بی سی' نے ہمارا پروگرام نہیں دیا۔ اب پچھلے دنوں میں آٹھ دس پروگرام دے دیئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
ایک جرنلسٹ میرا انٹرویو لینے کے لئے بھی آ گئی اور بعد میں ایک پروگرام بنا دیا۔ مَیں جب آسٹریلیا گیا ہوں تو ان کا وہاں جو سب سے بڑا اینکر ہے اس نے پروگرام کیا۔ وہ پروگرام سینتالیس ملکوں میں سنا جاتا ہے۔ اس میں بتایا گیا کہ اسلام کا کیا پیغام ہے اور اسلام کی امن بارے میں کیا تعلیم ہے؟ بلکہ ہمارا رسالہ ریویو آف ریلیجنز ہے اس نے وہ انٹرویو شائع کرنا تھا تو اس نے ٹویٹ کر دیا۔ اس ملائیشین ریجن کے اینکر نے جو وہاں کا سب سے مشہور اینکر ہے اس نے اس Tweet کو دیکھا اور اپنے followers کیلئے retweet کر دیا کہ اس رسالہ میں جو انٹرویو آ رہا ہے وہ بڑا اچھا ہے۔ تو ہماری جہاں تک کوشش ہے ہم پیغام پھیلا رہے ہیں۔ اب میں آسٹریلیا گیا تھا۔ ایک خیال ہے کہ وہاں ان کے انٹرنیشنل پریس، ٹی وی چینلز اور نیوز پیپرز وغیرہ کے ذریعہ کم از کم تین کروڑ لوگوں تک یہ message پہنچا۔ پس ہم تو جو کوشش ہے وہ کر رہے ہیں۔ باقی دنیا کو بھی کوشش کرنی ہوگی۔

موصوف نے کہا کہ آخر میں چھوٹی سی ایک عرض ہے کہ 'مسلمان کون ہے؟' دراصل یہاں سے موومنٹ شروع ہونی چاہئے کہ دنیا میں ہر کلمہ گو مسلمان ہوتا ہے۔ کسی کو کافر کہنا جائز نہیں ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
بالکل جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن کریم میں یہ لکھا ہے کہ جو تمہیں آ کر سلام کہتا ہے اس کو بھی نہ کہو کہ تم کافر ہو۔

☆......**پھر ایک صحافی نمائندہ نے کہا کہ** میرے ذہن میں ایک سوال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عراق کے بعد لیبیا، افغانستان، سیریا جب ان کی حالت ابتر کر دی گئی تو اس کے بعد مسلم دنیا میں بالخصوص امریکہ کے خلاف اور بالعموم 'مغرب' کے خلاف سوالات اٹھنے شروع ہو گئے اور ایک دم ISIS بھی پیدا ہو گئی ہے۔ سنا ہے کہ ان کے پاس جو war equipment ہے اتنا حکومتوں کے پاس بھی نہیں ہے۔ وہ کہاں سے آ رہا ہے۔؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
آج یہی سوال تو میں نے اٹھایا تھا۔ چلیں فرض کر لیں کہ ان کے پاس equipment کہیں سے آ گیا ہے۔ فرض کریں میں نے آپ کو مار کر آپ سے ایک بڑی اچھی توپ چھین لی۔ اب میرے پاس اس کی گولیاں بھی تو ہونی چاہئیں؟ جب میں سو یا ہزار گولی چلا دوں گا تو باقی کا گولہ بارود میرے پاس کہاں سے آئے گا؟ ہر آرمی کا ایک اصول ہوتا ہے کہ جنگ کے دوران اگلی فوج کی supply line کاٹ دی جائے تا کہ اگلے soldiers اگر لڑ بھی رہے ہیں تو لڑتے رہیں۔ جب سپلائی لائن کٹ آف ہو جائے گی تو وہیں ٹریپ ہو جائیں گے۔ یہاں عجیب کمال ہے کہ نہ ان کی سپلائی لائن کٹتی ہے نہ ان کے تیل کے ٹینکر سمندروں میں روکے جاتے ہیں۔ آخر اس میں سے کچھ نہ کچھ بڑی طاقتوں کو بھی مل رہا ہے تبھی تو انہوں نے اجازت دی ہوئی ہے۔ ایران پر تو فوراً sanctions لگا دیتے ہیں اور اس کی جو پروڈکشن ہے وہ آدھی سے بھی کم ہو جاتی ہے لیکن ISIS پر کوئی روک نہیں لگائی جا رہی۔ یہ سب کیا ہے؟ کہاں سے اسلحہ آ رہا ہے؟ میں تو مسجد میں بیٹھنے والا آدمی ہوں۔ آپ دنیادار آدمی ہیں، آپ مجھے بتائیں؟

☆......**ایک صحافی نے کہا کہ پہلے سوال ہوا تھا کہ چائلڈ سیکس گرومنگ کے حوالہ سے پاکستانیوں پر جو cases ہوئے ہیں اُس حوالہ سے بھی یہاں تشویش ہے۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
یہ اپنے دین سے پرے ہٹنے کی وجہ سے ہے۔ اگر دین کا صحیح علم ہو تو یہ چیزیں کیوں ہوں؟ اب جو فرسٹریشن ہوتی ہے وہ کہیں نہ کہیں تو نکالی ہوتی ہے۔ اس فرسٹریشن کو دور کرنے کے لئے ان چیزوں میں پڑ جاتے ہیں، جنگوں میں پڑ جاتے ہیں، فساد کرنے میں پڑ جاتے ہیں، چوریوں میں پڑ جاتے ہیں یا آپس میں لڑائیوں میں پڑ جاتے ہیں۔ اب کہتے ہیں کہ ایسٹ لنڈن یا برمنگھم کے بعض علاقوں میں لڑائیاں زیادہ ہوتی ہیں کیونکہ وہاں مسلمان زیادہ ہیں۔ اب یہ مجھے کسی احمدی نے نہیں بتایا۔ دوسرے دوست ہی بتاتے رہتے ہیں کہ اس طرح باتیں ہو رہی ہیں۔ تو یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اسی لئے کہ ہم نے جس غرض کے لئے مسجدیں بنائی تھیں وہ حاصل نہیں ہوتی۔ مسجدیں کس لئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے بندے کو دو قسم کے حقوق ادا کرنے کا کہا ہے۔ ایک خدا تعالیٰ کا حق اور دوسرا بندوں کا حق۔ اگر ان مسجدوں سے نہ خدا کا حق ادا ہو رہا ہو، نہ بندوں کا حق ادا ہونے کی تلقین کی جا رہی ہو اور غلط قسم کی باتیں سکھائی جا رہی ہوں تو کیا ہوگا؟ جب ان کی اپنی حالت ایسی ہے تو انہوں نے یہ چائلڈ سیکس گرومنگ اور child abuse وغیرہ ہی کرنی ہے۔

یہ پریس کانفرنس رات ساڑھے دس بجے تک جاری رہی۔

.... (باقی آئندہ)

الفضل خود بھی پڑھیئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

سڑتی دھوپ میں جلنے والو اس بستی میں آؤ

سندر سندر روپ ہے جس کا پیارا پیارا ناؤں
''سارے دھندے چھوڑ چھاڑ کے چلئے اس کے گاؤں''

دُور دُور کے دیس سے پریمی جتھے بَن بَن آئیں
راہ میں کھڈے ڈالے جائیں چپل اور کھڑاؤں

ان کوچوں کی مٹی مجھ کو سونے جیسی لاگے
جس مٹی نے میرے پی کے چوم لئے تھے پاؤں

سڑتی دھوپ میں جلنے والو اس بستی میں آؤ
جلتے بلتے تن من کو یہ دیوے ٹھنڈی چھاؤں

مجھ جیسی کمزور بھی یاں تو بن جائے رندھیر
چلتے چلتے ان گلیوں میں تھکتے ناہیں پاؤں

اس نگری میں آ کے سب کی تھکناں ہوویں دُور
چاہے چل کے آئیں وہ کتنے ہی کوس گھماؤں

میرا مالک ایک ہی چال میں مات سبھوں کو دیوے
بَیری سارے چلتے جائیں اپنے اپنے داؤں

جس نے پاک نبیؐ جی بھیجے پاک مسیحا بھیجا
کاش کہ میرا باقی جیون کر لے اپنے ناؤں

((صاحبزادی)امۃ القدوس بیگم)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''علماء دین کے واسطے ظاہری بلندی چاہنی عیب میں داخل ہے۔ قلوب میں عظمت ڈالنی انسانی ہاتھ کا کام نہیں ہے۔ یہ ایک کشش ہوتی ہے جو کہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے آتی ہے۔''

(ملفوظات۔ جلد سوم صفحہ 277۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 5/اکتوبر 2014ء بروز اتوار۔ قبل نمازظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے احاطہ میں درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی:

1۔ مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد یحییٰ مقبول صاحب مرحوم آف جھنگ۔ حال ناربری۔ لندن)

آپ 29/ستمبر 2014 کوطویل علالت کے بعد 81 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے صحابی حضرت چوہدری ودھاوے خان صاحبؓ کی پوتی تھیں۔ آپ کوصدر لجنہ جھنگ شہر اور نائب صدر لجنہ ضلع جھنگ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، کثرت سے نوافل ادا کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں سات بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم رشید احمد وڑائچ صاحب (ابن مکرم چوہدری شاہ محمد صاحب شاہد مرحوم۔ برمنگھم)

23/ستمبر 2014 کو 68 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہونے سے وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے صحابی حضرت چوہدری ودھاوے خان صاحبؓ کے پوتے تھے۔ آپ 2002ء میں برمنگھم آئے۔ جماعتی کاموں اور جلسہ کی ڈیوٹیوں کونہایت ذمہ داری اور مستعدی سے سرانجام دیتے تھے۔ عبادت گزار، تہجد گزار، گہرا دینی علم رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے گہری وابستگی تھی اور اس کے لئے بہت غیرت رکھتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم الطاف محمد تنویر صاحب (ابن مکرم چوہدری شاہ محمد شاہد صاحب مرحوم۔ کیلگری۔ کینیڈا): 13/اگست 2014ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت چوہدری ودھاوے خان صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ نے تقریباً چالیس سال ماڈل ٹاؤن کراچی میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے دلی عقیدت اور گہری وابستگی تھی۔ گہرا دینی علم رکھتے تھے اور بہترین آرٹسٹ بھی تھے۔ صدسالہ جوبلی کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے شائع ہونے والے خصوصی مجلّہ کے ایڈیٹر رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ طاہرہ لطیف صاحبہ (اہلیہ مکرم لطیف احمد طاہر صاحب۔ لاہور): 4 ستمبر 2014ء کوطویل علالت کے بعد اچانک نمونیہ کے حملہ سے 56 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود کی پوتی، مکرم حافظ عبدالکریم صاحب خوشابی مرحوم کی نواسی اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب (ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی و صدر مجلس انصاراللہ پاکستان) کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ کو اپنے حلقہ میں لجنہ کی سیکرٹری تربیت اور سیکرٹری اصلاح وارشاد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ اپنے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے علاوہ محلّہ کے احمدی اور غیر احمدی بچوں کو بھی قرآن کریم ناظرہ پڑھایا کرتی تھیں۔ آپ پابند صوم و صلوٰۃ، مالی قربانی میں حصّہ لینے والی خوش اخلاق اور نیک فطرت خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ 3 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ سیّدہ محمودہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب مرحوم۔ لاہور): 3 ستمبر 2014ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب کی پوتی اور مکرم سید مسعود مبارک شاہ صاحب مرحوم (ناظر بیت المال) کی بیٹی تھیں۔ ہمہ وقت ذکرالٰہی میں مصروف رہنے والی، نرم خُو اور دھیمے مزاج والی بہت کم گو بے حد صابر و شاکر، حوصلہ منداور نیک سیرت خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم قمرالحق خان صاحب (آف لاہور): 24 اگست 2014ء کو جگر کے عارضہ کے باعث طویل علالت کے بعد 54 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 1985 میں کوئٹہ کی احمدیہ مسجد پر حملے کے وقت مسجد کی حفاظت کرنے اور پھر اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ جماعت کے لئے نہایت غیرت رکھنے والے انسان تھے۔ نظام جماعت سے گہری وابستگی اور خلافت سے نہایت اخلاص، اطاعت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ بہت خوش مزاج شخص تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرمہ نسیم اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد رمضان صاحب مرحوم۔ جرمنی): 22 اگست 2014ء کو 76 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک کے نتیجہ میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 8 سال جرمنی کے حلقہ Bad NauHeim میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، جماعتی خدمت میں پیش پیش، بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 4 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محفوظ الرحمٰن صاحب مرحوم واقف زندگی۔ ربوہ): 18/اگست 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم چوہدری علی اکبر صاحب مرحوم سابق نائب ناظر تعلیم و مینجر نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ کی بیٹی تھیں۔ آپ نے قیام پاکستان کے بعد ربوہ کے ابتدائی ایام میں مشکلات کے باوجود اپنے واقف زندگی خاوند کے ساتھ لمبا عرصہ نہایت ہمت، حوصلے اور صبر کے ساتھ گزارا۔ اپنے محلّہ میں لجنہ کی جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے نمایاں خدمت کی توفیق پائی۔ جب تک آپ کی نظر ٹھیک رہی بے شمار بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کی توفیق پاتی رہیں۔ بہت مہمان نواز خاتون تھیں۔ بہت خوش مزاج، ہر ایک سے خلوص اور محبت سے پیش آنے والی، کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والی، صدقہ وخیرات کرنے والی دعاگو، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنی اولاد کو ہروقت جماعتی کاموں میں حصہ لینے کی تاکید کیا کرتی تھیں۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اخلاص اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے کی حیثیت سے خدمت بجالا رہے ہیں۔

(7) مکرمہ بشریٰ اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم خلیل احمد صاحب مرحوم۔ سیالکوٹ): 26 اگست 2014ء کو دل کے عارضہ سے وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، مہمانوں اور خاص طور پر جماعتی عہدیداروں کی نہایت خوش دلی سے خدمت کرنے والی، جماعتی چندہ جات میں باقاعدہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنے بچوں کو بھی احمدیت اور خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(8) مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (آف کنری سندھ): 7 مارچ 2014ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گذار، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی مہمان نواز، غریب پرور، صابرہ اور نیک خاتون تھیں۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ اور جماعتی پروگراموں میں بڑے شوق سے شامل ہوا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(9) مکرمہ عظمیٰ امر صاحبہ (بنت مکرم مہدی خان صاحب۔ عالمگڑھ ضلع گجرات): گزشتہ دنوں 30 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 2008ء میں ایک دعا کا اعجاز دیکھ کر قبول احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ عزیزوں کی اشد مخالفت کے باوجود تادم وفات نہایت ثابت قدم رہیں۔ بہت مخلص اور نیک خاتون تھیں۔

(10) مکرمہ ثمینہ بشیر صاحبہ (بنت مکرم شیخ بشیر احمد صاحب۔ مراد کلاتھ ہاؤس فیصل آباد): جولائی 2014ء میں 51 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہونے سے ٹورانٹو (کینیڈا) میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ایک سال کی عمر میں پولیو کی وجہ سے معذور ہوگئی تھیں اور پھر ساری زندگی وہیل چیئر پر ہی گزاری۔ مرحومہ کے دو بھائی مکرم اشرف پرویز صاحب اور مکرم مسعود جاوید صاحب اور ایک بھتیجے مکرم آصف مسعود صاحب یکم اپریل 2010ء کو فیصل آباد میں شہید ہوگئے تھے۔ بھائیوں کی شہادت کے بعد آپ کینیڈا شفٹ ہوگئی تھیں۔ آپ جماعت کے ساتھ محبت کرنے والی، چندہ جات میں باقاعدہ، غریب پرور، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔

(11) مکرم شیخ حمید احمد صاحب (آف کینیڈا): 17 اگست 2014ء کو 75 سال کی عمر میں ٹورانٹو میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت شیخ محمد حسن صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ 20 سال قبل لاہور سے کینیڈا آگئے جہاں لوکل جماعت میں سیکرٹری تحریک جدید و وقفِ جدید کی حیثیت سے خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کے موقع پر مختلف ڈیوٹیاں بھی ذمہ داری سے بجالاتے رہے۔ بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔

(12) مکرمہ شمیم ریاض صاحبہ (اہلیہ مکرم کرنل (ر) ریاض احمد ورک صاحب۔ لاہور): 10 اگست 2014ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ موضع دھرک ضلع نارووال کے ایک مخلص احمدی مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب مرحوم ذیلدار کی بیٹی تھیں۔ آپ کثرت سے نوافل ادا کرنے والی، ہمدرد، نیک اور ہردلعزیز خاتون تھیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین سے بہت عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ظہیر احمد باجوہ صاحب (جنرل سیکرٹری جماعت امریکہ) اور مکرم رفیق اختر روزی صاحب (قائد تجنید مجلس انصاراللہ یوکے) کی خالہ تھیں۔

(13) مکرمہ شاہدہ نسرین صاحبہ (اہلیہ مکرم جاوید اقبال لنگاہ صاحب مربی سلسلہ ضلع گوجرانوالہ): 12 جولائی 2014ء کوطویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 2000ء سے 2009ء تک لائبیریا میں اپنے واقف زندگی شوہر کے ہمراہ وقف کی روح کے ساتھ خدمت کی توفیق ملی۔ 2009ء میں اچانک بہت بیمار ہوگئیں۔ بہت صابرہ وشاکرہ خاتون تھیں۔ زبان پر کبھی کوئی شکوہ نہ لاتیں۔ ہمیشہ اس بات پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتی تھیں کہ اس نے اپنے فضل سے جماعت کی خدمت بجالانے کی توفیق بخشی ہے۔ گیارہ سال کی لمبی شدید بیماری میں بھی اپنے مربی سلسلہ خاوند سے یہی کہتیں کہ میں ٹھیک ہوں آپ بے شک جماعتی دورہ پر چلے جائیں۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ بے حد محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک واقف نو بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین ....

بقیہ: **الفضل ڈائجسٹ** ......ازصفحہ نمبر 18

رائے رقم فرمائی:

”...... خاکسار نے گہری دلچسپی کے ساتھ بالاستیعاب مطالعہ کیا۔ آپ نے قرآن کریم کی معجزانہ شان کے جس پہلو پر قلم اٹھایا ہے یہ علم قرآن کی ایک ایسی شاخ ہے جس پر آج تک بہت کم لکھا گیا ہے۔ اس مسودہ کے مطالعہ سے یہ دیکھ کر طبیعت میں ہیجان پیدا ہوجاتا ہے کہ علوم کی کائنات میں اس پہلو سے بھی تحقیق اور دریافت کا کتنا بڑا جہان کھلا پڑا ہے۔ اور اہل فکر کو جستجو کی دعوت دے رہا ہے۔ اس مطالعہ سے مجھے بہت کچھ حاصل ہوا ہے۔ کئی نئے علمی نکات سے لطف اندوز ہوا اور دل میں اس خیال سے شکر وامتنان کے جذبات پیدا ہوئے کہ اللہ تعالیٰ حضرت بانی جماعت احمدیہ کی دعاؤں کو آپ کے غلاموں کے حق میں قبول فرما رہا ہے اور علم ومعرفت کے نئے نئے دروازے ان پر کھول رہا ہے۔ الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ۔“

آپ صاحب رؤیا و کرامات بزرگ تھے۔ محبت الٰہی، محبت رسولؐ اور محبت قرآن آپ کے رگ وریشہ میں سرایت تھی۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اور خلفاء کے ساتھ سچی محبت تھی۔ الغرض یہ وجود عجز وانکسار اور علم ومعرفت سے مزین تھا۔

آپ نے 23 اپریل 1982ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں محوخواب ہیں۔ وفات سے قبل آپ نے یہ پُراثر شعر کہا:

آئے میرے عزیز ہیں مرے مزار پر
رحمت خدا کی مانگتے مشت غبار پر

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی اَلَم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر146)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ ستمبر، اکتوبر 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم میں سے چندواقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے تمام احمدیوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور دشمنوں کے سرغنوں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

کامرہ میں ایک احمدی کی شہادت

کامرہ، ضلع اٹک؛15/اکتوبر2014ء: ایک مخلص احمدی لطیف عالم بٹ کو کامرہ میں محض اس لیے شہید کر دیا

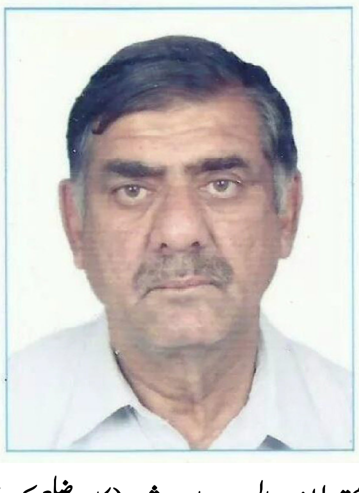

محترم لطیف عالم بٹ صاحب شہید (کامرہ ضلع اٹک)

گیا کیونکہ وہ احمدی تھے۔ اس افسوسناک واقعہ پر جماعتِ احمدیہ کے مرکزی دفتر کی جانب سے ایک پریس ریلیز جاری کی گئی جسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

”پنجاب کے شہر کامرہ ضلع اٹک میں ایک فعال احمدی جناب لطیف عالم بٹ اپنے گھر کے باہر قتل۔ واقعہ مذہبی منافرت کا نتیجہ اور احمدیوں کے خلاف جاری ٹارگٹ کلنگ مہم کا حصہ ہے:

چناب نگر ربوہ (پ ر) اٹک میں گزشتہ رات ایک معروف احمدی جناب لطیف عالم بٹ کو ان کے گھر کے باہر قتل کر دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق وہ اپنی سٹیشنری کی دکان بند کر کے گھر واپس آرہے تھے کہ گھر کے نزدیک نامعلوم افراد نے ان پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجہ میں وہ جاں بحق ہو گئے۔ لطیف عالم بٹ ائیر فورس سے ریٹائر ہو کر سٹیشنری کی دکان چلا رہے تھے۔ ان کی عمر 62 سال تھی۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہے۔ وہ ایک شریف النفس اور نافع الناس وجود تھے جن کی کسی کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں تھی ان کی میّت تدفین کے لئے ربوہ لائی گئی ہے۔

ترجمان جماعت احمدیہ پاکستان نے لطیف عالم بٹ کے قتل کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ افسوسناک واقعہ احمدیوں کے خلاف جاری منظّم ٹارگٹ کلنگ کا حصہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے مخالفین کھلے عام احمدیوں کے خلاف نفرت انگیز لٹریچر شائع کر کے تقسیم کر رہے ہیں جن میں احمدیوں کے قتل کی ترغیب دی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ احمدیوں کو مسلسل دھمکیاں مل رہی ہیں کہ اگر اپنی جان بچانا چاہتے ہیں تو اپنا عقیدہ ترک کر دیں ورنہ انہیں نشانہ بنایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ کوئی احمدی اس طرح کے بزدلانہ حملوں سے خوفزدہ نہیں ہوگا کیونکہ ہمیں اپنے رب پر یقین ہے۔ ہمارا رب ہی ان ظالموں سے انصاف کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی بنیادوں پر قتل و غارت گری کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر قسم کے نفرت انگیز لٹریچر پر پابندی عائد کی جائے اور معصوم انسانوں کے قتل کے فتوے دینے والوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔ انہوں نے انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ لطیف عالم بٹ کے قاتلوں کا کھوج لگا کر انہیں سخت سزا دی جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اب تک سینکڑوں احمدیوں کو عقیدہ کے اختلاف کی بنا پر قتل کیا جا چکا ہے لیکن کسی ایک مجرم کو بھی سزا نہیں دی گئی جو ریاستی اداروں کی اس ضمن میں بے حسی کو واضح کرتی ہے۔“

ٹنڈو الہ یار میں مبلغ سلسلہ ضمانت پر رہا

ٹنڈو الہ یار، سندھ، 13/ستمبر2014ء: طاہر احمد خالد کو جو جماعتِ احمدیہ کے مبلغ ہیں بالآخر ساڑھے پانچ ماہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ انہیں ’گستاخی رسولؐ‘ کے نام پر قائم کیے جانے والے ایک جھوٹے مقدمہ میں زیرِ حراست لیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں ہونے والے واقعات کا تسلسل خلاصۃً درج ذیل ہے:

مؤرخہ 31/ مارچ کو شدّت پسند ملّاں نے ایک مدرسہ کے طلباء کو اکسا کر مبلغ سلسلہ طاہر احمد خالد کے گھر پتھراؤ کروایا جس کے بعد یہ معاملہ جماعت کے خلاف ایک جلوس کی صورت میں بدل گیا۔ انہوں نے احمدی مبلغ پر گستاخی رسول کے غلط الزامات لگائے اور ایک مدعی کو تیار کیا گیا کہ وہ طاہر احمد خالد کے خلاف باقاعدہ پولیس میں رپورٹ درج کروائے۔ اس طرح انہوں نے انتظامیہ پر بھی دباؤ ڈلوا کر احمدی مبلغ کو گرفتار کروا دیا۔

مجسٹریٹ کے پاس جب ان کی ضمانت کی درخواست دائر کی گئی تو اسے مسترد کر دیا گیا۔ بعد ازاں جب یہ درخواست سیشن کورٹ میں داخل کروائی گئی تو ملّاں نے کورٹ کو زیرِ دباؤ کرتے ہوئے یہاں سے بھی اس درخواست کو خارج کروا دیا۔ اس پر یہ معاملہ سندھ ہائی کورٹ میں پیش کیا گیا۔

اس کورٹ میں بھی مختلف بہانوں کے ساتھ معاملہ کو التوا میں ڈالا جاتا رہا۔ کبھی وکیلِ استغاثہ کی غیر حاضری اس مقدمہ کو سننے میں روک بن جاتی تو کبھی یوں ہوتا کہ اس مقررہ تاریخ پر عدالت میں سنے جانے والے مقدمات کی فہرست میں اس کو سب سے آخر پر رکھ دیا جاتا اور دن ختم ہو جانے پر اس کے سنے جانے کی نوبت ہی نہ آتی۔ بعض مرتبہ جج صاحب ہی تشریف نہ لاتے۔ بہر حال ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک معصوم شخص ایک ناکردہ گناہ کی پاداش میں ایک لمبا عرصہ قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا رہا۔

بالآخر ایک جرأتمند جج سید سعید الدین ناصر نے اس درخواست کا فیصلہ سناتے ہوئے طاہر احمد خالد مبلغ سلسلہ جماعتِ احمدیہ کو ضمانت پر رہا کر دیا۔ انہوں نے جس بنیاد پر یہ فیصلہ کیا اس کو پڑھ کر ایک انصاف پسند شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ مقدمہ کتنی ’مضبوط‘ بنیادوں پر قائم کیا گیا تھا!

جج صاحب نے اپنے فیصلہ میں لکھا:

☆......مدعی نے اپنی آنکھوں سے قرآن کریم کی بے حرمتی ہوتے ہوئے نہیں دیکھی۔ اس نے صرف دوسرے لوگوں سے سنا کہ مدعا علیہ نے ایسا فعل کیا۔

☆......اگرچہ مدعا علیہ پر یہ الزام ہے کہ اس نے قرآن کریم کے صفحات کی بے حرمتی کی ہے لیکن ابھی تک (مقدمہ قائم ہونے کے پانچ مہینے گزرنے تک) پولیس قرآن کریم کے ان مسخ شدہ صفحات کو برآمد نہیں کر سکی جو کہ اس واقعہ کا ثبوت ہیں۔ نیز یہ کہ ابھی تک اس معاملہ کی تحقیق و تفتیش جاری ہے۔

☆......مدعی نے اس معاملہ میں ’علمائے کرام‘ سے مشورہ کیا تھا اور اس مشورہ کے بعد ہی اس نے اس مقدمہ کے لئے درخواست دائر کی وغیرہ وغیرہ۔

یہاں یہ سوال بہر حال اٹھتا ہے کہ سندھ ہائی کورٹ کے جج نے معاملہ پر منصفانہ نظر ڈالتے ہوئے جو باتیں اخذ کیں مجسٹریٹ اور سیشن جج کی نظر سے بھی یہی قرائن گزرے تھے، کیا وہ اس معاملہ پر درست فیصلہ کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے تھے یا اس مقدمہ میں گرفتار کیے گئے ایک معصوم فرد کی ضمانت کی درخواست کو بے بنیاد باتوں پر خارج کر دینے سے ان کا مقصد انصاف کی بالا دستی کی بجائے کسی اور کو ’راضی‘ کرنا تھا۔

پولیس نے جب طاہر احمد خالد صاحب کو گرفتار کیا تو اس وقت یہ کہا تھا کہ انہیں ہجوم سے بچانے کے لئے حفاظتی طور پر گرفتار کیا گیا ہے۔ لیکن یہ حفاظتی ’حصار‘ لگ بھگ بائیس ہفتے تک جاری رہا اور انہیں اسے ’حفاظتی‘ حصار سے نکالنے کے لئے عدالتِ عالیہ سے رجوع کرنا پڑا۔ جبکہ دوسری جانب ضمانت لیے جانے کے اس فیصلہ کو علماء کونسل اور پولیس نے ’پسند‘ نہیں کیا۔ اس ایک مقدمہ کا تجزیہ کر لینے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ سٹیٹ، ملّاں اور پولیس مِل کر اسلام کے مقدس نام کو کس قدر بدنام کر رہے ہیں۔ اور مذہبی طور پر اقلیّت قرار دیے جانے والے گروہوں کے خلاف اپنی ’خواہشات‘ کو پورا کرنے کے لئے حق اور سچ کا بول بالا کرنے کی بجائے جھوٹ کے پیامبر بنے ہوئے ہیں۔

طاہر احمد خالد کا ضمانت پر رہا ہونا اس مقدمہ میں درست سمت میں پہلا قدم ہے۔ ابھی اس مقدمہ کی کارروائی چلے گی اور عین ممکن ہے کہ فیصلہ ہوتے ہوتے کئی سال گزر جائیں۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ طاہر احمد کو ایک ایسے جرم کی پاداش میں عمر قید کی سزا ہو جائے جسے اپنی عقل اور ہوش میں کرنا شاید ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا!

’انسانی ہاتھوں سے لائی جانی والی تباہی‘ سے کس طرح بچا جاسکتا ہے!

ایک مایہ ناز مصنف علی عثمان قاسمی نے حال ہی میں ایک کتاب انگریزی میں لکھی ہے جس کا ٹائٹل ہے:

"The Ahmadis and the Politics of Religious Exclusion in Pakistan"

پاکستان سے چھپنے والے انگریزی اخبار "The News" نے اپنی 7/ستمبر 2014ء (اتوار) کی اشاعت میں علی عثمان کا انٹرویو شائع کیا ہے۔ یہ انٹرویو پڑھنے کے لائق ہے۔ اس انٹرویو کو یہ عنوان دیا گیا ہے کہ ’یہ ممکن نہیں کہ احمدی اپنی مخالفت میں کی جانے والی باتوں کا جواب بھی دے سکیں‘۔

اس انٹرویو کے تعارفی کلمات میں درج کیا گیا ہے کہ پاکستانی آئین کی دوسری ترمیم کا مقصد احمدیوں کو معاشرتی طور پر الگ تھلگ کر دینا اور ان کی زندگی مشکل بنا دینا تھا۔ اور ضیاء الحق کی طرف سے نافذ کیے گئے آرڈیننس XX نے تو احمدیوں کو ہر لحاظ سے اس معاشرے سے الگ کر دیا ہے۔

اپنے انٹرویو میں علی عثمان نے کہا کہ ایک عام آدمی احمدیوں سے شدید نفرت کرتا ہے کیونکہ انہیں احمدیوں کے خلاف تو بہت کچھ بتایا جاتا ہے لیکن احمدیوں کو اپنی صفائی پیش کرنے کی قطعاً اجازت نہیں۔

اس انٹرویو کے اختتام پر یہ درج کیا گیا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے ممکن ہے کہ پڑھے لکھے طبقے میں یہ بات زیرِ بحث آئے کہ احمدیوں کو اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کا جواب دینے کی اجازت کیوں نہیں دی جاتی؟ دراصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں ’انسانی اقدار‘ کی کمی ہے اور انسانی اقدار اس وقت تک درست طور پر بیدار نہیں ہوسکتیں، ایک دوسرے کو عزت کی نگاہ سے اور برداشت سے اس وقت تک دیکھا نہیں جاسکتا جب تک ہم سب مِل بیٹھ کر اور برداشت کے ساتھ ایک دوسرے کی باتوں کو نہ صرف سنیں بلکہ سمجھنے کی کوشش بھی کریں۔ اور اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو یہاں ہمارے ہاتھوں ایک بہت بڑی تباہی آنے والی ہے اس تباہی سے بچنے کے لئے ہمیں اپنی سوچوں کے دھارے کو تبدیل کرنا ہوگا!

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ ملّاں اور سٹیٹ کے تعاون سے آئین میں کی جانے والی دوسری ترمیم کو لگ بھگ چالیس سال گزر رہے ہیں اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے حالات پر تحقیق کر کے پاکستان کے ایک سوشل سائنٹسٹ نے جو بات کی ہے اس میں کتنا وزن ہے! ایک احمدی تو اپنے خدا پر توکل کرتے ہوئے دعا ہی کر سکتا ہے کہ اللہ اس کی حفاظت فرمائے۔ لیکن اس قوم پر علیم کا یہ شعر صادق آتا ہے

کیا ہیں یہ لوگ اپنے شجر آپ کاٹ کر
دیتے ہیں یہ دہائی کہ سایہ کرے کوئی!

(باقی آئندہ)

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُکَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ

ترجمہ:۔ اے اللہ! تو ہی ان پر ایسا وار کر جس سے ان کی زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور ہم ان کی شرارتوں سے بچ جائیں۔ تو ہی ہے جو ان شریروں اور فساد پیدا کرنے والوں اور ظلم کرنے والوں کی طاقت توڑنے والا ہے۔ پس ان کا خاتمہ کر اور ہمیں ان کے شر سے اپنی پناہ میں لے لے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

’’تائی آئی‘‘

ماہنامہ ’’خالد‘‘ نومبر 2010ء میں مکرم مدثر احمد صاحب نے اپنے مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ’’تائی آئی‘‘ کے حوالہ سے تین پیشگوئیوں کو اختصار سے بیان کیا ہے۔

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ کا بیان ہے کہ 1900ء میں ایک روز صبح کی نماز کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آج تھوڑی دیر ہوئی عجیب الہام ہوا کہ جو سمجھ نہیں آیا۔ پہلے الہام ہوا: ’تائی آئی‘۔ ہمارے تو کوئی تائی ہے نہیں، نہ نزدیک نہ دور، ہاں ہمارے لڑکوں کی تائی ہے جو وہ ہماری دشمن ہے۔ پھر الہام ہوا: ’تار آئی‘۔ (تذکرہ)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ تار آئی سے یہ مراد تھی کہ یہ خبر گویا خداتعالیٰ آسمانی تار کے ذریعے دے رہا ہے۔

حضرت تائی صاحبہ کا اصل نام حُرمت بی بی تھا اور آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچا جناب مرزا غلام محی الدین صاحب مرحوم کی پلوٹھی بیٹی تھیں اور اس طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چچا زاد بہن اور جناب مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی اہلیہ ہونے کے سبب سے آپؑ کی بھاوج تھیں۔ اسی رشتہ کے باعث وہ حضرت مصلح موعودؓ اور آپ کے بھائی بہنوں کی تائی کہلاتی تھیں۔ تائی صاحبہ کا لقب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کی وجہ سے مشہور ہوا۔ چونکہ وہ شروع ہی سے تائی صاحبہ کے پاس بطور بیٹے کے رہتے تھے اور تائی صاحبہ ان کی حقیقی تائی بھی تھیں۔ مرزا سلطان احمد صاحب کے تائی کہنے کی وجہ سے ان کا عرف تائی صاحبہ ہی ہوگیا۔ اور تمام چھوٹے بڑے ان کو تائی صاحبہ ہی کہتے ہیں۔

تائی صاحبہ کا رشتہ جناب مرزا غلام قادر صاحب مرحوم سے ہوا اور یہ شادی بہت دھوم دھام سے ہوئی۔ تائی صاحبہ کے بطن سے دو بچے پیدا ہوئے مگر وہ چھوٹی عمر ہی میں فوت ہوگئے۔ اس کے بعد انہوں نے مرزا سلطان احمد صاحب کو اپنا بیٹا بنالیا۔

تائی صاحبہ تعلیم یافتہ نہ تھیں مگر تدبر، معاملہ فہمی اور انتظامی قابلیت ان میں بہت تھی۔ اس عہد میں لڑکیوں کی تعلیم کی مخالفت محض اس وجہ سے تھی کہ تعلیم کا انتظام پردہ اور شریفانہ خصائص کو مدنظر رکھ کر نہ ہوسکتا تھا۔ مگر ایسے خاندانوں میں جیسے حضرت صاحب کا خاندان تھا، لڑکیوں کی تربیت اس قسم کی ہوتی تھی کہ وہ خانہ داری ہی کے نہیں بلکہ اپنی ریاستوں کے انتظام بھی نہایت عمدگی سے کرسکیں اور معاملات میں صائب اور صحیح رائے دے سکیں۔ تائی صاحبہ نے باوجود اس کے کہ بچپن میں تعلیم نہ پائی۔ آخر عمر میں محنت کرکے قرآن شریف پڑھ لیا تھا۔ وہ پردہ کی اس حد تک پابند تھیں کہ وہ اپنے گھر سے نکل کر کبھی کسی دوسرے گھر میں نہیں گئی تھیں۔ آپ نے 30 نومبر اور یکم دسمبر 1927ء کی درمیانی شب کو 97 سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں مدفون ہوئیں۔

آپ کے انتقال پر حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 2 دسمبر 1927ء میں فرمایا کہ بعض پیشگوئیاں اور نشانات ظاہر میں گو چھوٹے ہوتے ہیں لیکن ان کی کیفیت پر غور کرنے والوں کے لئے ان میں کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن سے ایمان میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک پرانا الہام ہے: ’تائی آئی‘۔ اس کے متعلق پرانے احمدی بتاتے ہیں کہ اس وقت اس کے معنی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ سلسلہ کی کتابیں پڑھنے والے جانتے ہیں کہ محمدی بیگم کی پیشگوئی کے زمانہ میں وہ (تائی صاحبہ) اشد ترین مخالف تھیں۔ چونکہ وہ خاندان میں سب سے بڑی تھیں اس لئے خاندان کی لیڈر کے لحاظ سے اس وقت وہ اس رشتہ میں روک ڈالنا اپنا فرض سمجھتی تھیں جس کو وہ خاندانی رسوائی کے مترادف سمجھتی تھیں۔ اُس وقت حضرت مسیح موعودؑ کا مسیح ہونے کا دعویٰ ان کے نزدیک اس قدر اہم نہیں تھا جس قدر خاندانی عزت تھی۔ اور یوں بھی چونکہ بڑوں کے لئے چھوٹوں کی اطاعت مشکل ہوتی ہے۔ اور مسیح موعود تائی صاحبہ سے چھوٹے تھے اور انہوں نے جائداد وغیرہ میں حصہ بھی نہیں لیا تھا۔ اس لئے آپؑ کا کھانا وغیرہ ان کے ہی گھر سے جاتا تھا۔ اس لحاظ سے بھی وہ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی محسنہ سمجھتی تھیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا دست نگر تصور کرتی تھیں۔ حضورؑ اپنے ایک عربی شعر میں فرماتے ہیں:

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِد كَانَ اُكُلِيْ
وَصِرْتُ الْيَوْمَ مِطْعَامَ الْاَهَالِيْ

کہ ایک زمانہ تھا جب میں دوسروں کے ٹکڑوں پر بسر اوقات کرتا تھا۔ مگر اب خدا نے مجھے ایسی شان عطا کی ہے کہ ہزاروں ہیں جو میرے دسترخوان سے سیر ہوتے ہیں۔

چونکہ حضرت اقدس کی جائیداد علیحدہ نہیں تھی۔ بھائی کے ہی سپرد تھی اور آپؑ میں اس کے سنبھالنے کا احساس بھی نہیں تھا۔ چنانچہ آپ کے والد بھی کہا کرتے تھے کہ یہ جائیداد نہیں سنبھال سکے گا۔ پس اندریں حالات تائی صاحبہ کا ایمان لانا بڑا مشکل امر تھا۔ دلیل اور مذہبی پہلو سے نہیں بلکہ خاندانی لحاظ سے۔ کیونکہ ان کے نزدیک دونوں کی حیثیت آقا و نوکر کی تھی۔ وہ آپ کو ایک غریب آدمی سمجھتی تھیں جو کام وغیرہ کچھ نہیں کرتا تھا اور ان کے ٹکڑوں پر پلا تھا۔ ان حالات میں وہ کبھی گوارا نہ کرسکتی تھیں کہ آپ ان کی بہن کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے میں کامیاب ہوجائیں۔ وہ چونکہ سب سے بڑی تھیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ مخالف تھیں۔ اس زمانہ میں حضورؑ کی مخالفت بہت زیادہ تھی۔ رشتہ داروں نے آپ سے ملنا ترک کردیا تھا۔ اور آپؑ بھی ان سے نہیں ملتے تھے۔

ان حالات میں یہ قیاس کرنا کہ تائی احمدی ہوجائے گی، بظاہر ایک غیرمعمولی بات تھی۔ انسان کا دل بدل سکتا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ حالات کیا کہتے ہیں؟ ایسے وقت میں آپؑ کو الہام ہوتا ہے ’تائی آئی‘۔ تائی صاحبہ حضرت صاحب کی بھاوج تھیں۔ اس لئے ان الفاظ سے یہ مراد تھی کہ آپ اس وقت بیعت کریں گی جس وقت بیعت لینے والے سے ان کا تعلّق تائی کا ہوگا۔ اگر انہوں نے آپؑ کی بیعت کرنی ہوتی تو الہام کے یہ الفاظ ہوتے کہ بھاوج آئی اور اگر حضرت خلیفۃ اوّلؓ کے عہد میں بیعت کرنی ہوتی تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ مسیح موعودؑ کے خاندان کی ایک عورت آئی۔ مگر تائی کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا لڑکا جب خلیفہ ہوگا تو اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گی۔

اس الہام میں دراصل تین پیشگوئیاں ہیں: اول: یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے خلیفہ ہوگا۔ دوم: یہ کہ اس وقت تائی صاحبہ جماعت میں شامل ہوں گی۔ تیسرے: تائی صاحبہ کی عمر کے متعلق پیشگوئی تھی اور وہ اس طرح کہ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کی اپنی عمر اس وقت 70 سال کے قریب تھی۔ ایک ایسی عورت کے متعلق پیشگوئی کرتے ہیں جو اس وقت بھی عمر میں ان سے بڑی تھی کہ وہ زندہ رہے گی اور آپ کی اولاد سے ایک خلیفہ ہوگا۔ جس کی بیعت میں شامل ہوگی۔ اتنی لمبی عمر کا ملنا بہت بڑی بات ہے۔ انسانی دماغ کسی جوان کے متعلق بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ فلاں وقت تک زندہ رہے گا۔ چہ جائیکہ بوڑھے کے متعلق کہا جائے۔ پس یہ ایک بہت بڑا نشان ہے۔ گویا ان کا بیعت کرنا اور میرے زمانہ میں کرنا پھر حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹوں میں سے خلیفہ ہونا کئی ایک پیشگوئیاں ہیں جو دو لفظوں میں بیان ہوئی ہیں۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ جس قسم کی روایات اور احساسات پرانے خاندانوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کو مدّنظر رکھتے ہوئے یہ عظیم الشان تغیر ہے کہ تائی صاحبہ نے بیعت میں شامل ہونے کے بعد وصیت بھی کردی تھی۔ پہلے تو وہ اس کی بھی مخالف تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آبائی قبرستان کی بجائے دوسری جگہ دفن کیا جائے۔ چنانچہ مجھے انہوں نے اس وقت کہلا بھی بھیجا کہ آپؑ کو جدّی قبرستان کی بجائے دوسری جگہ دفن نہ کیا جائے کیونکہ یہ ایک ہتک ہے اور بعد میں بھی کئی سال تک اس پر معترض رہیں۔ مگر پھر ان کی یہ حالت ہوگئی کہ خود وصیت کی اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ ایک سمجھدار انسان کے لئے یہ بہت بڑا نشان ہے۔ ...... وہ لوگ جو مانتے نہیں۔ ان کا غور نہ کرنا تو عجیب بات نہیں۔ مگر مان کر غور نہ کرنے والوں کی حالت زیادہ افسوسناک ہے۔ اگر ماننے والے ان نشانات میں غور کریں تو ان کے اندر ایک عظیم الشان تبدیلی پیدا ہوجائے۔ خداتعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں ان کو حاصل ہوں۔ اور وہ اپنی موجودہ قربانیوں پر غور کرکے شرمندہ ہوں کہ ان کو بہت آگے بڑھنا چاہئے تھا۔ اور وہ مقام جہاں کھڑے ہیں بہت ادنیٰ ہے۔

مولانا ظفر محمد صاحب ظفر

ماہنامہ ’’خالد‘‘ نومبر 2010ء میں مکرم ندیم احمد فرخ صاحب کا مرسلہ ایک مضمون شامل اشاعت ہے جو کہ محترم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر کی تصنیف ’’معجزات القرآن‘‘ سے منقول ہے اور اس میں محترم مولانا صاحب کی سیرت و خدمات کا اختصار سے احاطہ کیا گیا ہے۔

محترم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ ایک مایہ ناز عالم، فاضل استاد اور نابغہ روزگار شاعر تھے۔ تعلق باللہ اور للّٰہیت اور علم و فضل کے حسین امتزاج، سراپا عجز و انکسار اور نام و نمود سے بے نیاز وجود تھے۔ آپ کی گہری علمی تحقیق و تدقیق اور عارفانہ کلام سے ہر کوئی متاثر ہوا اور اس وقت بھی مستفیض ہو رہا ہے۔

1901ء میں بستی مندرانی (تونسہ شریف) کے چند سعید فطرت صحراؤں اور جنگلوں کو عبور کرکے پاپیادہ قادیان پہنچے اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ جن میں بلوچ قبیلہ کی ہتکائی شاخ کے حضرت حافظ فتح محمد خاں صاحبؓ بھی شامل تھے۔ اُن کے ہاں محترم ظفر محمد ظفر صاحب 19 اپریل 1908ء کو پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم کے بعد 13 سال کی عمر میں محترم مولانا صاحب کی ایک خواب کی بِنا پر آپ کے والد صاحب نے آپ کو قادیان بھجوادیا۔ 1922ء سے 1929ء تک آپ کو حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) کا ہم جماعت رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ 1929ء میں آپ نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ 1930ء اور 1931ء میں جامعہ احمدیہ میں مبلغ کورس نمایاں کامیابی سے پاس کیا۔ اسی دوران آپ نے ’’جامعہ احمدیہ‘‘ رسالہ کے دو شمارے مرتب کیے جو بے حد مقبول ہوئے۔

جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بہاولپور میں بطور مربی مقرر کیے گئے۔ کچھ عرصہ بعد مدرسہ احمدیہ میں بطور استاد متعین ہوئے اور 1935ء تک تدریسی فرائض سرانجام دیے۔ 1936ء میں آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری رہے۔ 1937ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی زیرنگرانی انچارج کارخاص رہے۔ 1937ء میں نصرت گرلز ہائی سکول قادیان میں بطور معلم کام کیا۔ اس دوران آپ بطور قاضی سلسلہ بھی فرائض سرانجام دیتے رہے۔

مارچ 1939ء سے مارچ 1944ء تک اپنے وطن میں قیام پذیر رہے اور اس دوران آپ نے ادیب فاضل، منشی فاضل اور ایف اے کے امتحان پاس کیے۔ 1944ء میں جامعہ احمدیہ میں استاد مقرر ہوئے جہاں سے 1956ء میں آنکھوں کی تکلیف کے باعث فارغ ہوگئے۔ پھر کچھ عرصہ چوہدری احمد مختار صاحب کی خواہش پر کراچی میں حضرت اقدس علیہ السلام کی بعض عربی کتب کا ترجمہ کیا۔

حضرت مولانا موصوف کو عربی، اردو اور فارسی زبانوں پر کامل عبور اور دسترس حاصل تھی۔ تینوں زبانوں کے قادرالکلام شاعر تھے۔ سلسلہ کے اخبارات اور رسائل میں آپ کا کلام شائع ہوتا رہا۔ 1980ء میں آپ کا شعری مجموعہ ’’کلام ظفر‘‘ بھی شائع ہوا۔

قرآن کریم سے آپ کو گہرا شغف اور بڑی محبت تھی۔ قرآن کریم کے رموز و اسرار اور حقائق و معارف کے جاننے میں منہمک رہتے۔ مقطعات قرآنی اور علم الاعداد کا گہرا علم رکھتے تھے۔ تین کتب کے بیش قیمت مسودات تحریر کیے: 1۔ ہمارا قرآن اور اس کا اسلوب بیان 2۔ قرآن زمانے کے آئینہ میں۔ 3۔ معجزات القرآن

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) نے ’’معجزات القرآن‘‘ کے مسودہ کا مطالعہ فرمایا۔ اور یہ

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 26 جنوری 2011ء میں مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک غزل شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

رشتۂ روح و بدن کیسے سنبھالے کوئی
کھا گیا ہے میرے حصے کے نوالے کوئی
عدل و انصاف بہت جلد ہے ہونے والا
صرف اس بات پہ ہی شرط لگالے کوئی
ظلمتِ عدل کشی کا مجھے قیدی کر کے
لے گیا ہے میرے اندر کے اجالے کوئی
اپنی مسند کی حفاظت کی پڑی ہے سب کو
کاش اس ڈوبتی کشتی کو سنبھالے کوئی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
December 19, 2014 – December 25, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday December 19, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:05 Yassarnal Quran
01:25 Huzoor's Tour Of The Far East: Recorded on December 18, 2013. Part 1.
02:00 Pushto Service
02:40 Tarjamatul Quran Class
03:45 Alif Urdu
04:05 Kasre Saleeb
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
06:50 Huzoor's Tour Of The Far East 2: Recorded on December 18, 2013. Part 2.
07:25 Siraiki Service
08:20 Rah-e-Huda
09:55 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail
11:35 Tilawat & Dars-e-Hadith
11:55 Maidane Amal Ki Kahani: A programme looking at the lives and experiences of Waqfeen-e-Zindagi.
12:30 Live Transmission From Baitul Fatuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Fatuh
14:35 Shotter Shondane
15:40 Dua-e-Mustaja'ab
16:20 Friday Sermon [R]
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Live Al Hiwar Ul Mubashir
20:35 MTA Variety: A documentary explaining the true Concept of Khilafat.
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda

Saturday December 20, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45 Yassarnal Qur'an
01:10 Huzoor's Tour Of The Far East 2 [R]
01:45 MTA Variety
02:10 Friday Sermon: Recorded on December 19, 2014.
03:20 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 357.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
07:00 Jamia Convocation: Recorded on December 13, 2010.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time
09:00 Question And Answer session: Recorded on December 08, 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon [R]
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Kuch Ya'dain Kuch Ba'tain
16:00 Live Al Hiwar Ul Mubashir
18:05 World News
18:25 Jamia Convocation: Recorded on December 13, 2010. [R]
19:30 Faith Matters
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-e-Huda
22:30 Story Time
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday December 21, 2014

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55 Al-Tarteel
01:25 Jamia Convocation: Recorded on December 13, 2010. [R]
02:50 Friday Sermon: Recorded on December 19, 2014.
04:05 Kuch Yaadain Kuch Baatain
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 358.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:20 Yassarnal Quran
06:40 Ireland Nasirat Mulaqat: Recorded on September 27, 2014.
07:45 Faith Matters
08:45 Question And Answer Session: Recorded on November 02, 1996.
10:00 Live Asr-e-Hazir
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on November 15, 2013.
12:25 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40 Yassarnal Quran
13:00 Friday Sermon [R]
14:10 Shotter Shondhane
15:25 Ashab-e-Ahmad
16:00 Live Al Hiwar Ul Mubashir
18:05 World News
18:35 Ireland Nasirat Mulaqat [R]
19:35 In Depth
20:25 Roots To Branches
21:00 MTA Variety
21:50 Friday Sermon [R]
23:00 Question And Answer Session

Monday December 22, 2014

00:15 World News
00:35 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:15 Yassarnal Quran
01:35 Ireland Nasirat Mulaqat
02:35 Roots To Branches
03:00 Friday Sermon: Recorded on December 19, 2014
04:05 MTA Variety
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
07:05 Huzoor's Tour Of The Far East 3: Recorded on December 18, 2013. Part 3.
08:00 International Jama'at News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on May 13, 1999.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on August 29, 2014.
10:55 Masjid Mubarak Qadian
11:30 Ilmul Abdaan
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on March 06, 2009.
13:55 Bangla Shomprochar
15:00 Masjid Mubarak Qadian
15:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:25 Huzoor's Tour Of The Far East 3 [R]
19:00 Ilmul Abdaan
19:30 Somali Service
20:30 Rah-e-Huda
22:00 Friday Sermon [R]
23:00 Masjid Mubarak Qadian

Tuesday December 23, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55 Al-Tarteel
01:30 Huzoor's Tour Of The Far East 3
02:05 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
02:30 Kids Time
03:00 Friday Sermon: Recorded on March 06, 2009.
04:00 Zinda Log
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 360.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded October 12, 2014.
08:05 Alif Urdu
08:25 Australian Service
08:55 Question And Answer Session: Recorded on November 02, 1996.
10:05 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on September 12, 2014.
12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Quran
13:00 MTA Variety
13:30 Noor-e-Mustafwi
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spanish Service
15:30 Asr-e Hazir
16:35 Press Point
17:40 Yassarnal Qur'an
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on September 12, 2014.
20:30 Alif Urdu
21:00 Press Point
22:05 Asr-e-Hazir
23:05 Question And Answer Session [R]

Wednesday December 24, 2014

00:20 World News
00:40 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55 Yassarnal Quran
01:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:25 Alif Urdu
02:40 Australian Service
03:10 Press Point
04:20 MTA Variety
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35 Al-Tarteel
07:10 Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 27, 2010.
08:15 Open Forum
08:55 Islami Mahino Ka Ta'aruf
09:20 Question And Answer Session: Recorded on December 08, 1996.
10:15 Indonesian Service
11:15 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on December 19, 2014.
12:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:40 Al-Tarteel
13:15 Friday Sermon: Recorded on March 06, 2009.
13:55 Bangla Shomprochar
15:00 Deeni-O-Fiqahi Masail
16:05 Faith Matters
17:20 Al-Tarteel
17:55 World News
18:15 Jalsa Salana Germany Address [R]
19:20 French Service: Horizons d'Islam
20:25 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:45 Friday Sermon [R]
22:50 Intikhab-e-Sukhan

Thursday December 25, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:35 Al-Tarteel
01:10 Jalsa Salana Germany Address
02:15 Deeni-o-Fiqahi Masail
02:45 MTA Variety
03:50 Faith Matters
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:40 Yassarnal Quran
07:00 Huzoor's Tour Of The Far East 4: Recorded on December 18, 2013.
07:45 In Depth
08:50 Tarjamatul Quran Class: Recorded on December 23, 1998.
09:50 Indonesian Service
10:55 Japanese Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Quran
12:55 Friday Sermon
14:00 Live Shotter Shondane
16:05 Persian Service
16:40 German Service
18:00 World News
18:30 Shotter Shondane
18:55 Kasre Saleeb
20:35 Faith Matters
21:40 Tarjamatul Quran Class [R]
22:40 In Depth
23:20 Islami Mahino Ka Ta'aruf

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 12 December, 2014 | Issue No. 50

❁......مَیں سب سے پہلے تو حکومتوں کو مشورہ دوں گا کہ ایسے نوجوان جو انتہا پسند بن رہے ہیں یہاں سے عراق اور شام جارہے ہیں ان کے لئے نوکریاں مہیا کریں اور ان کے لئے یہاں پر مشاغل پیدا کریں۔ کیونکہ اس قسم کے لوگ مایوسی کا شکار ہیں اور مولوی انہیں غلط راستہ پر ڈال رہے ہیں۔ پس انہیں حقیقی اسلامی تعلیمات سکھانے کی ضرورت ہے۔

❁......جو لوگ ISIS کی سپورٹ کررہے ہیں ان کا سب کو پتہ ہے۔ حکومتوں کو بھی ان کا اچھی طرح علم ہے۔ اسی وجہ سے میں نے کہا ہے کہ اگر آپ واقعی اس فنڈنگ کو روکنے کا عزم رکھتے ہیں تو آپ ان گروپوں پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔ ❁......جماعت احمدیہ کا یہی مشن ہے کہ اسلام کے حقیقی پیغام کو پھیلایا جائے۔ ہم انشاء اللہ العزیز اپنے اس مشن کو جاری رکھیں گے اور ضرور ایک دن ایسا آئے گا جب ساری دنیا ایک ہی جھنڈے تلے جمع ہوگی اور محبت اور امن کی بات کررہی ہوگی۔ ❁......میرا پیغام وہی ہے جو میں نے اپنی تقریر کے آخر میں کہا ہے کہ لوگ اپنے خالق کو پہچانیں۔ ❁......جب تک مسلمانوں میں unity پیدا نہیں ہوگی غیر مسلم طاقتیں انہیں کبھی بھی ترقی نہیں کرنے دیں گی

پیس سمپوزیم منعقدہ طاہر ہال بیت الفتوح لندن کے موقع پر تقریب کے اختتام پر انگریزی میڈیا اور اردو میڈیا کے نمائندگان کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پریس کانفرنس۔ امن عالم کے قیام کے حوالہ سے صحافیوں کے سوالوں کے بصیرت افروز جوابات

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

قسط نمبر 3

دعا کے بعد تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہِ شفقت مہمانوں کے پاس تشریف لے آئے۔ تمام مہمانوں نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شرفِ ملاقات حاصل کیا اور حضور انور نے مہمانوں سے گفتگو فرمائی۔ مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کا بھی شرف حاصل کیا۔

اس تقریب کے آخر میں انگریزی اور اردو میڈیا کے نمائندگان کے ساتھ ایک پریس کانفرنس کا پروگرام بھی رکھا گیا تھا۔ چنانچہ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کانفرنس ہال میں تشریف لے گئے جہاں انگریزی اور اردو میڈیا سے تعلق رکھنے والے صحافی حضرات و خواتین حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منتظر تھے۔

انگریزی میڈیا کے نمائندگان کے ساتھ پریس کانفرنس

اس پروگرام میں نیوز ایجنسی Reuters، Ben Telivision، گھانا براڈ کاسٹنگ کارپوریشن (GBC)، کرائیڈن ٹی وی، ایشن میڈیا گروپ، نائیجرین میڈیا کے نمائندگان، پاکستانی میڈیا سے تعلق رکھنے والے صحافیوں کے علاوہ بعض freelance journalists نے شمولیت اختیار کی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر پریس کے تمام نمائندگان نے کھڑے ہو کر حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام نمائندگان سے فرمایا کہ تشریف رکھیں اور ان کا حال دریافت فرمایا اور ان تمام نمائندگان کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد باقاعدہ پریس کانفرنس کا آغاز ہوا۔

☆......سب سے پہلے ایک جرنلسٹ Katherine صاحبہ نے جن کا تعلق نیوز ایجنسی Reuters سے ہے اور پاکستان و افغانستان میں اس نیوز ایجنسی کی نمائندہ کے طور پر کام کرتی ہیں سوال کیا کہ پاکستان میں تو آپ کی جماعت پر ہونے والے مظالم کے حوالہ سے ہم خبریں شائع کرتے رہتے ہیں، لیکن کیا آپ کی جماعت کو یہاں یوکے میں بھی کسی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیں یوکے میں تو مشکلات کا سامنا نہیں ہے۔ اسی لئے تو مَیں یہاں ہوں۔ اگر یہاں بھی مشکلات ہوتیں تو میں یہاں نہ ہوتا۔ اس ملک میں مکمل مذہبی آزادی ہے لیکن چونکہ پاکستان میں آپ کام کرتی ہیں اور وہاں رہ بھی چکی ہیں تو آپ کو پتہ ہوگا کہ وہاں بعض کالے قوانین کو ڈھال بنا کر کوئی بھی شخص تلوار اٹھا کر کسی کو قتل کرسکتا ہے۔ لیکن یہ صورتحال یہاں پر نہیں ہے اور میری دعا ہے کہ ایسی صورتحال یہاں پر کبھی پیدا بھی نہ ہو۔

☆......اس کے بعد Ben Television کی نمائندہ نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ ہمارا ٹی وی چینل یورپ اور افریقہ کو ملا کر کل تیس ملین افراد تک پہنچتا ہے۔ ہم عام طور پر افریقہ ریجن یا افریقہ سے تعلق رکھنے والی کمیونٹی کے حوالہ سے خبروں کو cover کرتے ہیں۔

موصوفہ نے کہا کہ سب سے پہلے تو مَیں آج کی دعوت پر خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ میں اپنے ٹیبل پر موجود دیگر مہمانوں سے کہہ رہی تھی کہ آج کی یہ تقریب آنکھیں کھول دینے والی تھی۔ مختلف پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے لوگ یہاں جمع ہوئے۔ خلیفہ سے ملاقات کا شرف ملا اور آپ کے نظریات کو دیکھنے اور سننے کا موقع ملا ہے۔ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اس تقریب میں شامل کرنے پر بھی مَیں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ یقیناً یہ ایک غیر معمولی اقدام ہے۔

اس مختصر تعارف کے بعد موصوفہ نے سوال کیا کہ میڈیا آپ کی طرف سے دیئے گئے امن کے پیغام کو پھیلانے کیلئے کیا کرسکتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ یہاں آئی ہیں اور میری تقریر سنی ہے۔ آپ میری تقریر کی ایک کاپی یا اس کی ریکارڈنگ حاصل کرسکتی ہیں۔ اب یہ ذمہ داری میں نے صرف سیاستدانوں یا اثر و رسوخ رکھنے والوں پر ہی نہیں ڈالی بلکہ یہ ذمہ داری میں نے عوام پر بھی ڈالی ہے۔ اور میڈیا کی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے آپ کا فرض بنتا ہے کہ اس پیغام کی تشہیر کریں کہ دنیا کو اس دور کے موجودہ حالات میں امن کی اشد ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایسے لوگ جو دنیا میں فساد پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں ان کی مدد کرنے کی بجائے ہم سب کو یکجا ہو کر دنیا میں امن کے قیام کے لئے لڑنا ہوگا۔

موصوفہ نے کہا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ اس قسم کی تقاریب کی میڈیا کوریج میں مزید وسعت پیدا کی جائے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم نے تو جس حد تک ممکن ہوا اس تقریب کی اطلاع عام کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میڈیا کی طرف سے بہت زیادہ اچھا ردِ عمل دیکھنے کو نہیں ملا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: اگر آپ اپنے ٹی وی کے ذریعہ میری تقریر کی coverage کریں گی تو انشاء اللہ اس سے میڈیا کو مزید توجہ پیدا ہوگی۔

☆......اس کے بعد نائیجرین میڈیا کے نمائندہ نے سوال کیا کہ حضور انور اُن لوگوں کو کیا نصیحت کریں گے جو شام وغیرہ جا کر لڑائی میں حصہ لے رہے ہیں۔ وہ ایسا کیوں کررہے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں سب سے پہلے تو حکومتوں کو مشورہ دوں گا کہ ایسے نوجوان جو انتہا پسند بن رہے ہیں یہاں سے عراق اور شام جارہے ہیں ان کے لئے نوکریاں مہیا کریں اور ان کے لئے یہاں پر مشاغل پیدا کریں۔ کیونکہ اس قسم کے لوگ مایوسی کا شکار ہیں اور مولوی انہیں غلط راستہ پر ڈال رہے ہیں۔ پس انہیں حقیقی اسلامی تعلیمات سکھانے کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ مَیں نے اپنی تقریر میں چند آیاتِ قرآنیہ کے حوالے دیئے ہیں۔ سارے قرآن کریم میں سے یہ تو چند ایک مثالیں تھیں۔ اگر یہ لوگ مسلمان ہونے کے ناطہ قرآن کریم کی تعلیمات کا مطالعہ کریں تو وہ کبھی بھی شدت پسند نہ بنیں۔

☆......اسی صحافی نے سوال کیا کہ ISIS کی فنڈنگ کو کس طرح روکا جاسکتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہی سوال مَیں نے اپنی تقریر میں اُٹھایا ہے کہ اس فنڈنگ کو کس طرح روکا جائے؟ جو لوگ ISIS کی سپورٹ کررہے ہیں ان کا سب کو پتہ ہے۔ حکومتوں کو بھی ان کا اچھی طرح علم ہے۔ اسی وجہ سے میں نے کہا ہے کہ اگر آپ واقعی اس فنڈنگ کو روکنے کا عزم رکھتے ہیں تو آپ ان گروپوں پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔

☆......اس کے بعد گھانا کے قومی ادارہ 'گھانا براڈ کاسٹنگ کارپوریشن' (GBC) کے نمائندہ ابراہیم صاحب نے کہا کہ: سب سے پہلے تو میں حضور انور کی زبردست تقریر پر مبارکباد پیش کرتا ہوں جس میں حضور انور نے دفاعی جنگ کے اسلامی اصول بڑی وضاحت کے ساتھ اور مؤثر رنگ میں بیان فرمائے۔ حقیقی عدل و انصاف پر مشتمل اسلامی تعلیمات بیان کیں۔ ISIS کی مذمت کی اور کہا کہ ISIS حقیقی اسلام کی عکاسی نہیں کرتی۔

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں